ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

اکتوبر 2019ء - صفر المظفر 1441ھ (جلد 17 شمارہ 02)

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 17 شمارہ 02

اکتوبر 2019ء - صفر المظفر 1441ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

فی شمارہ.................. 25 روپے

سالانہ.................. 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..........سائنسی میدان، مسلمانوں کی گم شدہ میراث.......مفتی محمد رضوان	3
درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط180)..''سود'' کی بے برکتی اور اُس سے باز نہ آنے کا وبال..// //	6
درسِ حدیث .... عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط1)...// //	13
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
''سجدۂ تلاوت'' کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف.........................مفتی محمد رضوان	23
افادات وملفوظات..// //	26
ریاکاری سے بچیں!...مولانا شعیب احمد	32
ماہِ رمضان: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولانا طارق محمود	37
علم کے مینار: .. صحابیات علمِ حدیث کے میدان میں (حصہ دوم).....مفتی غلام بلال	39
تذکرۂ اولیاء:.................................عمر رضی اللہ عنہ کا اویس قرنی	
تابعی رحمہ اللہ سے دعاء کروانا...مفتی محمد ناصر	43
پیارے بچو!........................ریت کا گھر (قسط1)...............مولانا محمد ریحان	46
بزمِ خواتین ....ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ اول).........مفتی طلحہ مدثر	48
آپ کے دینی مسائل کا حل ....کھڑے ہوکر جوتا، پائجامہ	
اور عمامہ پہننے کا حکم (دوسری وآخری قسط)...ادارہ	55
کیا آپ جانتے ہیں؟............ قبر پر پھول ڈالنا..........مفتی محمد رضوان	77
عبرت کدہ ....دعوتِ موسوی پر چند افراد کا قبولِ اسلام......مولانا طارق محمود	80
طب وصحت.........................نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا ''اِهَالَةٌ'' یعنی	
چربی استعمال فرمانا...حکیم مفتی محمد ناصر	85
اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز...............................// //	88
اخبارِ عالم ......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال	89

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

سائنسی میدان، مسلمانوں کی گم شدہ میراث

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نہ صرف یہ کہ آسمان وزمین، سورج، چاند، رات ودن کے اختلاف، اور خود اپنے اندر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، بلکہ اسے ایمان میں ابھار کا ذریعہ بھی قرار دیتا ہے، جس کے مطالعہ وتفکر کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ خالقِ کائنات کی صفاتِ عالی کی معرفت کا اہم ذریعہ اور مظہر ہے۔

اسی کے ساتھ سائنس کے اہم شعبے، فلکیات سے نماز، روزے، سمتِ قبلہ، عمرِ بلوغ، حج کے زمانے وغیرہ کا بڑا اہم تعلق ہے، نیز سائنس کے طب ومیڈیکل کے شعبے سے انسان کے عاقل اور بہت سے فریضوں کی قدرت ہونے نہ ہونے کا تعلق ہے، مثلاً ایمان وتوحید وغیرہ کا مکلّف ہونے کے اعتبار سے کونسا انسان، عاقل قرار دیا جائے، اور کونسا انسان، غیر عاقل، یا مجنون، اور کس انسان کو کس بیماری میں وضو، غسل اور نماز میں قیام، سجدے، رکوع، قعدے وغیرہ کے فریضہ کو معاف قرار دیا جائے، کس بیمار کو روزہ چھوڑنے یا اس کا فدیہ دینا جائز قرار دیا جائے، وغیرہ وغیرہ۔

اور تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام کے ابتدائی ادوار کے مسلمانوں نے سائنسی اور طبی علوم کے میدانوں میں زبردست ترقی کی، حتیٰ کہ جس زمانہ میں یورپ کی قوموں نے سائنس کی راہ میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا تھا، اس وقت مسلمان، اس میدان میں شاندار ترقیاں حاصل کر چکے تھے۔

اسلام کے ابتدائی ادوار میں مسلمانوں نے سائنس اور طب کے میدان میں جو کارنامے انجام دیے، وہ سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ جدید سائنس کی بنیاد کو قائم اور راہ کو ہموار کرنے میں اسلام اور مسلمانوں نے اہم کردار ادا کیا۔

آج جس سائنس کو اہلِ مغرب کے لیے نقطۂ عروج سمجھا جارہا ہے اور جس نے مسلمانوں کی نظروں کو خیرہ کرکے، انہیں احساسِ کمتری کا شکار بنادیا ہے، انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس برگ وبار کو

ان کے اسلاف ہی نے کئی صدیوں تک اپنے خونِ جگر سے سینچ کر پروان چڑھایا ہے۔

وہ سائنس جس کے برگ وبار سے دنیا آج حیرت زدہ ہے اور جو سائنس انسانی زندگی کا اہم حصہ اور لازمہ بن چکی ہے، اس کی عمدہ طریقے پر تخم ریزی ہمارے اسلاف ہی نے بدستِ خویش کی تھی۔

سائنس کی دنیا میں اقوامِ عالم نے ہمارے ہی اسلاف کی انگلی پکڑ کر چلنا سیکھا ہے، وہ سائنس، جس پر آج اہلِ مغرب کی اجارہ داری ہے، یہ درحقیقت مسلم خانوادے کا چشم وچراغ ہے، اغیار کے گھرانے اس سے بانجھ تھے، وہ صرف اس کی تمنا ہی گوشۂ جگر میں پال سکتے تھے، کیونکہ ان کے یہاں اس کی تخم پاشی کے لیے سرے سے عوامل ہی ناپید تھے، یورپ کے کلیسا میں یہ حال تھا کہ وہاں ایسی نسل کی تمنا حاشیۂ خیال میں لانا بھی جرم تھا، جو سائنس سے رشتہ رکھتی ہو۔

سائنس اپنے وجود کی بقا اور ترقی کے لیے مسلمانوں کے آباواجداد کی صدیوں تک مرہونِ منت رہی ہے، لیکن افسوس کہ آج وہ مسلمانوں لیے متاعِ گمشدہ یا گمشدہ میراث ہے۔

مسلمانوں نے اپنے ابتدائی دور میں سائنس کے میدان میں جو ترقیاں حاصل کی تھیں، ان کو اس کا سب سے بڑا فائدہ ، دوسو سالہ صلیبی جنگوں میں کامیابیاں حاصل کرنے اور مسیحی یورپ کی کامل شکست کی شکل میں ظاہر ہوا۔

مسلمانوں نے ابتداء میں جو سائنسی انقلاب برپا کیا تھا، وہ اسپین تک پہنچنے کے بعد مغربی قوموں کی طرف منتقل ہوگیا، اس کے بعد سائنس کی ترقیاں زیادہ تر اہلِ مغرب کے ہاتھوں ہوئیں، اس زمانہ میں بھی اگرچہ دنیا کا بڑا حصہ سیاسی طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں تھا، مگر سائنس کی ترقی کا کام صلیبی جنگوں کے بعد مغربی یورپ کے ذریعہ انجام پاتا رہا۔

مسلمان، اپنی سیاسی فتح پر قانع ہوکر رہ گئے، اس کے برعکس مسیحی یورپ کے اندر ناکامی کی شکل میں یہ ذہن پیدا ہوا کہ اسے اپنی کمزوریوں کو معلوم کرکے ان کی تلافی کرنی چاہیے، چناں چہ غوروفکر کے بعد انھوں نے زوروشور کے ساتھ اپنے حلقوں میں یہ تبلیغ کی کہ سائنسی علوم سیکھنے اور ان میں ترقی کرنے کے لیے عربی تعلیم حاصل کی جائے اور عربی کتابوں کا یورپ کی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، یہ رجحان یورپ میں تیزی سے پھیلا، جس کے بعد مسلمانوں کی سائنسی کتابیں بڑے

پیمانے پر عربی سے لاطینی زبان میں ترجمہ کی گئیں، جواس وقت یورپ کی علمی زبان تھی،ان کی تعلیم گاہوں میں باقاعدہ ان کی تدریس وتحقیق ہوتی رہی، اور یہ عمل کئی سو سال تک جاری رہا، ایک طرف مسلمان،اپنی سیاسی کامیابی میں گم تھے،صلیبی جنگوں کے بعدمسلمان اپنی سیاسی فتح کے جوش میں سائنس سے دور ہورہے تھے،اوردوسری طرف یورپ،سائنس اورطب کے میدان میں مسلسل ترقی کررہا تھا۔یورپ کا یہ سفر جاری رہا، یہاں تک کہ یورپ، واضح طور پر سائنس اوراس کے ذریعے سے سیاست ومعاشیات وغیرہ کے شعبوں میں مسلم دنیا سے آگے بڑھ گیا۔

اورمسلمان،سائنس کے ساتھ ساتھ سیاسی شکست سے بھی دوچار ہوئے،جس کے بعدمغربی قوموں کے مقابلہ میں سیاسی شکست نے موجودہ مسلمانوں کےاندرمنفی ردعمل پیدا کیا،وہ مغربی قوموں سے سخت متنفر ہوکررہ گئے،اپنے نفسیاتی ردِعمل کی وجہ سے انہوں نے مغربی قوموں کی زبان اورمغربی قوموں کے ذریعہ آنے والے سائنسی علوم کوبھی نفرت کی نظر سے دیکھا،لیکن مغربی قوموں نے یہ نادانی نہیں کی تھی،انہوں نے مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم کوایک دوسرے سے الگ کرکے دیکھا تھا،جس کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کےان علوم کا استقبال کیا،اوربعدکی صدیوں میں وہ ان علوم کے مقتدابن گئے،لیکن مسلمان،مغرب اورمغربی علوم اوراپنی گمشدہ میراث کوایک دوسرے سے الگ کرکےنہیں دیکھ سکے،وہ مغرب سے نفرت کی بناء پرمغربی ان علوم سے بھی نفرت کرنے لگے، جو اِن کا متاعِ گمشدہ تھا،مسلمانوں کی اس روِش کے نتیجے میں وہ دورِجدید کے سائنسی علوم سے کنارہ کش رہے،اوررفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ،جس کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں کہ یورپ کے مادر پدراوراسلام ومذہب کی پابندیوں سے آزادطبقات نے سائنس میں وہ گل کھلادیے،جومذہبی اعتبار سے کانٹوں کی شکل اختیار کرگئے،اوراس کے نتیجے میں اسلامی عقائدونظریات اوراعمال بھی محفوظ نہیں رہے۔

اگرسائنس کی علمی وعملی باگ دوڑ مسلمانوں اورخاص کردینی علم اوردینی ذہن رکھنے والے حلقوں اورطبقوں کے ہاتھوں میں ہوتی،تویہ نوبت ہرگزنہ آتی۔

دعاءہےکہ مسلمانوں کوسائنسی میدان میں اپنی گمشدہ میراث کوحاصل کرنے کی توفیق ہو۔آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط نمبر180، آیت نمبر276تا281)　مفتی محمد رضوان

’’سود‘‘ کی بے برکتی اور اُس سے باز نہ آنے کا وبال

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ.اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ.وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ(سورة البقرة، رقم الآيات ٢٧٦ الىٰ ٢٨١)

ترجمہ: مٹاتا ہے ’’اللہ‘‘ سود کو، اور بڑھاتا ہے وہ، صدقات کو، اور اللہ نہیں پسند کرتا، ہر ناشکرے، گناہ گار کو۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے، اور عمل کیے، انہوں نے نیک، اور قائم کیا انہوں نے، نماز کو، اور ادا کیا انہوں نے، زکاۃ کو، ان کے لیے ان کا اجر ہے، ان کے رب کے نزدیک، اور نہیں ہوگا خوف ان پر، اور نہ ہی غمگین ہوں گے وہ۔ اے ایمان والو! ڈرو تم اللہ سے، اور چھوڑ دو اس کو، جو باقی رہ گیا سود سے، اگر ہو تم مومن۔ پھر اگر نہ کرو تم، تو اعلان سنو! جنگ کا اللہ کی طرف سے، اور اس کے رسول کی طرف سے، اور اگر توبہ کرلو تم، تو تمہارے لیے تمہارے مالوں کا اصل ہے، نہ تم ظالم بنو، اور نہ تم مظلوم بنو۔ اور اگر ہے وہ تنگ دست، تو مہلت دے دینا ہے، خوشحالی تک، اور تمہارا صدقہ کر دینا، بہتر ہے تمہارے لیے، اگر ہو تم علم رکھنے والے۔ اور ڈرو تم، اس دن سے کہ لوٹایا جائے گا تمہیں اس میں، اللہ کی طرف، پھر پورا دیا جائے ہر نفس کو، وہ جو اس نے کمایا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (سورہ بقرہ)

www.idaraghufran.org

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ''ربا اور سود'' کو مٹاتا ہے، یعنی اس میں بے برکتی پیدا فرماتا ہے، جس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں، بعض اوقات اس بے برکتی کا اظہار واحساس کچھ وقت گزرنے کے بعد ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

مذکورہ آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کسی بھی ناشکرے اور گناہ گار کو پسند نہیں فرماتا، اور جب ایسا ہے، تو ''سود'' کا عمل کرنے والوں کو بھی پسند نہیں فرماتا، پھر اس میں کیسے برکت ہوسکتی ہے، اور سود کا لین دین کرنے والے عام طور پر اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں، سود لینے والے کی ناشکری تو ظاہر ہے کہ اس کو اللہ نے مال دیا ہے، اس کے باوجود وہ اس مال سے سودی طریقے پر حرام مال طلب کرتا ہے، اور دوسرے کو سود، ادا کرنے والا بھی درحقیقت ناشکرا ہی ہوتا ہے کہ وہ اگر قناعت، کفایت شعاری اور کچھ تنگ دستی کو برداشت کرلے، تو وہ بھی سودی معاملہ کرنے سے اپنے آپ کو بچاسکتا ہے۔

البتہ سود کے مقابلے میں، اللہ تعالیٰ، صدقات کو بڑھاتا، اور ان میں برکت پیدا فرماتا ہے، صدقات کے عام مفہوم میں زکاۃ بھی داخل ہے، بلکہ جو لوگ مومن ہوں، اور وہ اعمالِ صالحہ کو اختیار کریں، جن میں بدن کی اہم عبادت نماز ہے، اور مال کی اہم عبادت زکاۃ ہے، اور وہ بطورِ خاص نماز کو قائم کریں، اور زکاۃ کو ادا کریں، تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجرِ عظیم ہے، جو سود سے عارضی فائدہ اٹھانے والوں کے مقابلے میں بہت بڑی نعمت ہے۔

اسی کے ساتھ اعمالِ صالحہ اختیار کرنے والوں کو اجرِ عظیم حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ گزشتہ اور آئندہ کے ہر خسارے سے بھی محفوظ ہونے کی نعمت حاصل ہوتی ہے، جس کے بارے میں واضح فرمادیا گیا کہ ان پر نہ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ سے ڈرنے اور سود کے حرام ہونے کا حکم آنے کے بعد، جو دوسروں کی طرف سود کا کچھ حصہ باقی ہو، اسے چھوڑ دینے کا حکم

فرمایا ہے، اور اس انداز کے ساتھ یہ حکم فرمایا ہے کہ اگر تم مومن ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ مومن ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ سود کے ادنیٰ حصے کو بھی چھوڑ دے، اور سود میں بظاہر لین دین کرنے والوں کو فائدہ نظر آتا ہے، اس لیے سود کو چھوڑ دینے کا حکم فرمانے سے پہلے، اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا، کیونکہ جب اللہ کا ڈر اور خوف دل میں آ جاتا ہے، تو پھر اللہ کے ہر حکم پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سود کو نہ چھوڑنے والوں کے متعلق سخت تنبیہ بیان فرمائی کہ اگر وہ سود سے باز نہیں آئیں گے، تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان کے خلاف اعلانِ جنگ ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس شخص یا جن اشخاص سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان ہو، وہ کبھی اور ہرگز بھی کامیاب نہیں ہو سکتے، بلکہ ان لوگوں کی ناکامی بالکل واضح ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ اگر تم پہلے سودی معاملہ کرتے رہے، اور اب توبہ کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی، تو اصل ''رأسُ المال'' کو حاصل کرنے پر اکتفاء کرنا چاہیے، یعنی سود کی مقدار کو نکال کر جتنا اصل ''رأسُ المال'' تھا، وہ اگر حاصل ہوگیا، تو ٹھیک ہے، اور اگر حاصل نہ ہوا، تو جتنا باقی ہے، صرف اتنا حاصل کر لینا جائز ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں۔

اس طرزِ عمل میں کسی فریق پر ظلم لازم نہیں آتا، قرض دینے والے کو اس کا اصل ''رأسُ المال'' حاصل ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مظلوم شمار نہیں ہوتا، اور ''رأسُ المال'' سے زیادہ حاصل نہ کرنے کی وجہ سے ظالم بھی شمار نہیں ہوتا، یہی حال دوسرے فریق کا بھی ہے کہ اس نے جتنا دوسرے سے مال حاصل کیا تھا، صرف اتنا ہی اس کو واپس کرنا پڑتا ہے، نہ تو دوسرے کا جائز مال ہڑپ کرنے کی وجہ سے، وہ ظالم شمار ہوتا، اور نہ ہی اپنے پاس سے کوئی اضافی مال دینے کی وجہ سے مظلوم شمار ہوتا، اس لیے فرمایا کہ نہ تم ظالم بنو، اور نہ مظلوم بنو۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ اگر اصل ''رأسُ المال'' واپس کرنے والا تنگ دست ہے، تو اس کو خوشحال ہونے تک مہلت دے دینی چاہئے، اس کی عظیم فضیلت ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو توفیق بخشی، اور وہ تنگ دست کو پورا ''رأسُ المال'' یا اس میں سے کچھ حصہ معاف

کر کے، اس کو صدقہ کے زمرے میں شامل کرلے، تو یہ بہت ہی خیر والا عمل ہے، لیکن اس کو خیر والا عمل وہی سمجھ سکتا ہے، جو علم رکھتا ہو، یعنی جس کو یہ علم ہو کہ اللہ نے جب اس کو خیر والا عمل بتلا دیا، تو اس کے خیر والا عمل ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اس کا دنیا و آخرت میں فائدہ اور اجر و ثواب بہت عظیم ہے۔

پھر چونکہ سودی عمل، چونکہ ظاہر میں نفس و شیطان کی طرف سے نہایت مزین کر کے پیش کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس سے بچنا بچانا مشکل ہوتا ہے، اس کو آسان کرنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے آخری آیت میں یہ تجویز فرمایا کہ تم اس دن سے ڈرو، جس دن تمہیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا، اور اس دن ہر جاندار کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جس انداز اور جس تفصیل کے ساتھ سود کی حرمت اور اس کے وبال کا ذکر فرمایا ہے، اس کی روشنی میں ہر مسلمان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ کی نظر میں سود کا لین دین کتنا بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے، اور اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ میں سود کے وبال اور عذاب کی جو تفصیلات بیان فرمادی ہیں، ان کو ملاحظہ کرنے کے بعد تو کسی مسلمان کو سود کے لین دین اور اس کے معاملات کی جرائت ہی نہیں ہونی چاہئے۔

لیکن افسوس کہ آج بہت سے مسلمان اور مسلمانوں کے حکمران، سود کی وبا سے محفوظ نہیں رہے، اور اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے پورے پورے ملک، سودی معاملات میں جکڑے ہوئے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں ان ملکوں کے ہر ہر فرد کو بالواسطہ سودی قرض کی ادائیگی میں شریک کیا جاتا ہے، اس سے ٹیکس وصول کر کے غیر مسلموں کو سودی قسطیں ادا کی جاتی ہیں۔

اگر مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں اور نظامِ حکومت کے اہلِ حل وعقد کے دلوں میں سود کی برائی اور اس کے وبال کا خوف صحیح معنوں میں ہوتا، تو وہ روکھی سوکھی کھا کر اور محنت مزدوری کر کے گزارہ کر لیتے، لیکن سودی معاملات کے قریب ہرگز بھی نہ جاتے، چہ جائیکہ عیاشیوں، فضول اور شاہ خرچیوں میں مبتلا ہو کر سود کی لعنت اور دَلدل میں اپنے آپ کو پھنساتے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس رَوش سے حفاظت فرمائے۔ آمین

سود کو عربی زبان میں ''رِبا'' کہا جاتا ہے، اور عربی زبان میں ''رِبا'' کے معنیٰ ''زیادتی'' کے آتے ہیں۔ پھر فقہائے کرام نے ''رِبا'' کی حقیقت اپنے اپنے انداز میں بیان فرمائی ہے۔

حنفیہ کے نزدیک ''رِبا'' ایسی زیادتی کو کہا جاتا ہے، جو شرعی معیار کے عوض سے خالی ہو، اور عقد کرنے والوں میں سے کسی ایک کے لیے معاوضہ کی شرط لگائی گئی ہو۔ [1]

قرآن مجید نازل ہونے کے وقت ''ربا'' ایک مشہور فعل تھا، قرض وادھار پر میعاد کے حساب سے زیادتی لینے کو ربا کہا جاتا تھا۔

''رِبا'' کے مقابلہ میں ''بیع'' ایسے عقد کو کہا جاتا ہے، جس میں مال کا مال کے عوض میں تبادلہ کیا جاتا ہے، جو کہ کسی چیز کی تملیک وتملّک کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ''بیع'' کو حلال قرار دیا ہے، اور ''رِبا'' کو حرام قرار دیا ہے۔

اور کسی چیز کو حلال اور حرام قرار دیئے جانے کا تعلق، اللہ کے حکم سے ہے، اللہ کو اختیار ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے، حلال قرار دے، اور جس چیز کو چاہے، حرام قرار دے۔

''رِبا'' قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی رُو سے حرام ہے، اور کبیرہ ترین گناہوں میں داخل ہے، جو شخص صریح ''رِبا'' کو حلال سمجھے، تو اس سے کفر لازم آجاتا ہے، اور جو شخص اس کو حلال نہ سمجھے، بلکہ حرام سمجھتے ہوئے، اختیار کرے، تو وہ فاسق اور گناہ گار شمار ہوتا ہے۔

البتہ ''رِبا'' کے بعض مسائل کی تفصیل، اور ان کی شرائط کی تفسیر میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

جن چیزوں میں ''رِبا'' لازم آتا ہے، ان میں سے چھ چیزیں تو حدیث میں واضح فرمادی گئی ہیں، اور ان میں ''رِبا'' کے حرام ہونے میں فقہائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں۔

احادیث میں ''ربا یا سود'' کو بیان کرتے وقت، چھ چیزوں کی باہمی خرید وفروخت کے وقت برابری کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اور ان کی باہم خرید وفروخت میں ادھار سے بھی منع کیا گیا ہے، وہ چھ

---

[1] اور شافعیہ کے نزدیک ''رِبا'' مخصوص عوض کے عقد کو کہا جاتا ہے، جس کا تماثل شرعی معیار میں غیر معلوم ہو، خواہ یہ عقد کی حالت میں ہو، یا بدلین یا ان میں سے کسی ایک کے اندر تاخیر کے ساتھ ہو۔

اور حنابلہ کے نزدیک ''رِبا'' بعض اشیاء میں تفاضل اور بعض اشیاء میں ادھار کا نام ہے، جن میں ''رِبا'' کے حرام ہونے کی شریعت نے تخصیص کی ہو، پھر بعض اشیاء میں ''رِبا'' کی حرمت، نص کے طور پر ثابت ہے، اور باقی میں منصوص اشیاء پر قیاس کے طور پر ثابت ہے۔

جبکہ مالکیہ کے نزدیک ''رِبا'' کی انواع میں سے ہر نوع کی تعریف علیٰحدہ ہے۔

چیزیں یہ ہیں:

(1)سونا(2)چاندی(3) گیہوں(4)جو(5)کھجور(6)نمک۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

الذهب بالذهب تِبرُها وعَينُها، والفضةُ بالفضةِ تِبرها وعَينُها، والبُرُّ بالبُرُّ مُدْىٌ بمُدْيٍ، والشعيرُ بالشعيرِ مُدْى بمُدیِ، والتمرُ بالتمرِ مُدْى بمُديٍ، والملحُ بالملحِ مُدْى بمُدْيٍ، فمن زادَ أو ازداد –فقد أربى، ولا بأس ببيع الذهبِ بالفضةِ والفضة أكثرُهما يداً بيدِ، وأمَّا نسيئةَ فلا، ولا بأس ببيع البُرِّ بالشعيرِ والشعيرُ أكثرُهما يداً بيد، وأما النسيئةُ فلا

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۳۴۹)

ترجمہ: سونے کو سونے کے بدلہ میں برابر سرابر بیچو، خواہ خالص سونے کی ڈلی ہو، یا ڈھلا ہوا سونا ہو، اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، خالص چاندی کی ڈلی ہو، یا ڈھلی ہوئی چاندی ہو، اور گندم کو گندم کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، یعنی ایک مد کے بدلے میں ایک مد، اور جَو کو جَو کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، ایک مد کے بدلے میں ایک مد، اور کھجور کو کھجور کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، ایک مد کے بدلے میں ایک مد، اور نمک کو نمک کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، ایک مد کے بدلے میں ایک مد (یعنی جب جنس ایک ہو تو اس میں کمی زیادتی درست نہیں اگرچہ ایک طرف عمدہ چیز ہو اور دوسری طرف گھٹیا چیز ہو) پس جو شخص زیادہ دے گا، یا زیادہ لے گا، تو اس نے سود کا ارتکاب کیا، اور سونے کو چاندی کے بدلے میں اور چاندی کو سونے کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ لین دین کا معاملہ ہاتھ در ہاتھ یعنی نقدا نقدی ہو، لیکن (اس صورت میں بھی) ادھار حلال نہیں، اور اسی طرح گندم کو جَو کے بدلے میں، کمی بیشی کے ساتھ بیچنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ لین دین کا معاملہ ہاتھ در ہاتھ یعنی نقدا نقدی ہو، لیکن (اس صورت میں بھی) ادھار حلال نہیں (ابوداؤد)

جلد 1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنوؔن، غضباؔن اور سکراؔن کی طلاق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقت الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی و ڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

اصلاح واضافہ شدہ جدید ایڈیشن

دُرود وسلام کے فضائل واحکام

مسنون وماثور درود وسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی اور درود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)   ۲   (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ صفر اور توہم پرستی

قمری واسلامی سال کے دوسرے مہینے "صفر" سے متعلق شرعی احکامات، جاہلانہ خیالات، زمانۂ جاہلیت کے توہمات اور نظریات اور ان کا ردّ، موجودہ دور کی سینکڑوں توہّم پرستیاں، اور زمانۂ جاہلیت سے ان کا تعلق۔ اور اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات وہدایات۔

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط1)

قرآن وسنت کی متعدد نصوص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کفار کو روزانہ صبح، شام اور بعض فساق مسلمانوں کو بھی بداعمالیوں کے سبب، اپنے حسبِ اعمال، قبر و برزخ کا عذاب ہوتا ہے۔

اس طرح کی چند نصوص ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

آلِ فرعون کو صبح وشام قبر کا عذاب

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ .النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ(سورة غافر،رقم الآيات ۴۵،۴۶)

ترجمہ: اور گھیر لیا آلِ فرعون کو برے عذاب نے، آگ پر پیش کیا جاتا ہے ان کو، صبح اور شام، اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم دیا جائے گا کہ) داخل کردو آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں (سورہ غافر)

یعنی قیامت سے پہلے آلِ فرعون کو روزانہ صبح وشام آگ پر پیش کرکے برزخ کے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے، اور قیامت کے دن اور اس کے بعد آلِ فرعون کو برزخ کے مقابلہ میں زیادہ شدید عذابِ جہنم میں مبتلا کیا جائے گا۔

مذکورہ آیت میں آلِ فرعون کو صبح وشام قبر و برزخ کے مخصوص عذاب میں مبتلا کیے جانے کا ذکر ہے۔

کفار کو قبر کا عذاب

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو برزخ میں عذاب دیا جاتا ہے، بطورِ خاص فوت ہونے

www.idaraghufran.org

کے بعد سوال جواب میں ناکامی کے بعد کفار کو روزانہ عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے، اور مومنوں کو، کفار والے مخصوص اور شدید عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رِجَالٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا، فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٤١٥٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم، بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے، جہاں بنی نجار کے چند لوگوں کی چیخ وپکار کو سنا، جو جاہلیت کے زمانے میں فوت ہوگئے تھے، ان کو قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کی کیفیت میں باہر تشریف لائے، اور اپنے صحابۂ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ قبر کے عذاب سے پناہ طلب کریں (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ " (صحيح بخارى، رقم الحديث ١٣٧٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی فوت ہوجاتا ہے، تو اس کے (جنت یا جہنم کے) ٹھکانے کو صبح اور شام اس پر پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے، تو جنت والے ٹھکانے کو صبح اور شام اس پر پیش کیا جاتا ہے، اور اگر وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتا ہے، تو جہنم والے ٹھکانے کو صبح اور شام اس پر پیش کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اصل ٹھکانہ ہے، یہاں تک کہ اللہ قیامت کے دن تجھ کو اٹھائے (بخاری)

اس حدیث میں اہلِ جنت سے مومن اور اہلِ نار سے کافر مراد ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اہلِ نار میں، وہ گناہ گار مومن بھی داخل ہوں، جو سزا پانے کے لیے پہلے جہنم میں بھیجے جائیں گے۔

بعض احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ مومن اپنی قبر میں ایک باغیچے کے اندر ہوتا ہے، اور اس کی قبر کو ستر ذراع تک کشادہ کردیا جاتا ہے، اور اس کے لیے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشنی کردی جاتی ہے، جبکہ کافر پر سینکڑوں سانپوں کی فوج کو مسلط کردیا جاتا ہے، جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور تکلیف پہنچاتے ہیں (ملاحظہ ہو: مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٦٦٤٤)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ایک مرتبہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے کے لئے نکلے، پس جب قبر کے پاس پہنچے، ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی، اس لئے رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے، اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، گویا کہ پرندے ہمارے سروں پر تھے (یعنی ہم ساکن وساکت ہوکر بیٹھ گئے) اس وقت نبی ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ زمین کو کرید رہے تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ سے پناہ (وحفاظت) طلب کرو، قبر کے عذاب سے، نبی ﷺ نے دو یا تین مرتبہ یہ بات فرمائی۔

پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ کے دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کے سفر پر جانے کا وقت آتا ہے، تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح چمک دار ہوتے ہیں، اور ان کے پاس (اس مومن شخص کے لئے) جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن، اور جنت کی حنوط (خوشبو) میں سے ایک حنوط (یعنی مخصوص خوشبو) ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ تا حدِ نگاہ (اس کے سامنے) بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملکُ الموت فرشتہ آتا ہے، یہاں تک کہ وہ بھی اس (مومن شخص) کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے، پس یہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پاک وصاف (یعنی پاکیزہ) نفس! اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا وخوشنودی کی طرف نکل، پھر اس کی

www.idaraghufran.org

روح اس سے ایسے آسانی کے ساتھ نکلتی ہے، جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی بہہ کر بآسانی نکل جاتا ہے، پھر ملکُ الموت اس روح کو لے لیتا ہے، اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر اس روح کو ملکُ الموت کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیتے، بلکہ اس سے لے کر (جنت سے لائے ہوئے) اس کفن میں لپیٹ دیتے ہیں، اور اس پر یہ حنوط (مخصوص خوشبو) بھی مَل دیتے ہیں، اور اس مومن شخص کے جسم سے مشک کے ایک خوشگوار جھونکے، جیسی خوشبو آتی ہے، جو زمین پر (بآسانی) محسوس کی جاسکے۔

پھر فرشتے اس روح کو لے کر اوپر (آسمان کی طرف) چڑھتے ہیں، اور ان کا گزر فرشتوں کے جس گروہ سے بھی ہوتا ہے، وہ گروہ پوچھتا ہے کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ فرشتے جواب میں اس کا وہ (اچھا اور) بہترین نام بتاتے ہیں، جس سے لوگ اسے دنیا میں پکارتے تھے، یہاں تک کہ وہ آسمانِ دنیا (یعنی پہلے آسمان) تک پہنچ جاتے ہیں، پھر یہ فرشتے اس (مومن کی روح) کے لئے (آسمان کے) دروازے کھلواتے ہیں، پس دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر ہر آسمان کے فرشتے اس کے پیچھے چلتے ہوئے، اگلے آسمان تک اسے چھوڑ کر آتے ہیں، یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے، پھر (اس کے بعد) اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے (اس بندہ) کا نامۂ اعمال ''علیین'' میں لکھ دو، اور اس کو زمین کی طرف واپس لوٹا دو، پس بے شک میں نے اپنے بندوں کو زمین کی مٹی سے ہی پیدا کیا، اور اسی میں ان کو واپس لوٹاؤں گا، اور اسی سے دوبارہ ان کو نکالوں گا، چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے (یہ سب عمل عادتاً وحکمتاً بندوں کی نظروں سے مخفی رکھا جاتا ہے) پھر (قبر میں یا جہاں بھی اس کا جسم، جس حالت میں ہو) اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کون شخص ہے، جو تمہاری طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا

ہے کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا علم کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، پس میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس پر آسمان سے ایک منادی، ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، پس اس کے لئے جنت کا بستر بچھادو، اور اسے جنت کا لباس پہنادو، اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ (جنت کے دروازے سے) اس کو جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں، اور تاحدِ نگاہ اس کی قبر وسیع کردی جاتی ہے، پھر اس کے پاس خوبصورت چہرہ، خوبصورت لباس اور عمدہ خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے، پھر وہ (اس سے) کہتا ہے کہ تمہیں خوشخبری مبارک ہو، یہ وہی دن ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، یہ (مومن) اس سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ تمہارا تو چہرہ ہی خیر کا پتہ دیتا ہے، وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں، اس پر وہ (مومن) کہتا ہے کہ اے میرے رب! قیامت ابھی قائم کردیجئے، تاکہ میں اپنے (اسی) گھر (یعنی جنت) اور اپنے مال (یعنی جنت کی نعمتوں) کی طرف واپس لوٹ جاؤں۔

(پھر) فرمایا کہ جب کسی کافر شخص کے دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کے سفر پر جانے کا وقت آتا ہے، تو اس کے پاس آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں، اور ان کے پاس ٹاٹ (یعنی بوسیدہ اور پھٹے، پرانے چیتھڑے) ہوتے ہیں، پس وہ اس کے سامنے تاحدِ نگاہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملکُ الموت فرشتہ اس کے پاس آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے، پھر یہ (ملکُ الموت فرشتہ) کہتا ہے کہ اے ناپاک و بری جان! اللہ کی ناراضگی اور اس کے غصہ کی طرف نکل (پھر) فرمایا کہ (یہ سن کر) اس کی روح جسم میں دوڑنے لگتی ہے، پھر ملکُ الموت اس (روح) کو جسم سے اس طرح کھینچتا ہے، جیسی گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے، اور اسے پکڑ لیتا ہے، اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر اس روح کو ملکُ الموت کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیتے، بلکہ اس سے لے کر اس ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اور اس روح سے کسی مردار کے جیسی

بدبو جیسا جھونکا آتا ہے، جو کہ زمین پر (بآسانی) محسوس کیا جاسکے، پھر وہ اس (روح کو) لےکراوپر چڑھتے ہیں، پس فرشتوں کے جس گروہ سے بھی ان کا گزر ہوتا ہے، تو وہ گروہ (ان سے) یہ پوچھتا ہے کہ یہ بری روح کون سی ہے؟ فرشتے جواب میں اس کا وہ برا نام بتاتے ہیں، جس سے لوگ اسے دنیا میں پکارتے تھے، یہاں تک کہ وہ آسمانِ دنیا (یعنی پہلے آسمان) تک پہنچ جاتے ہیں، فرشتے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں، لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطورتائید کے) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ''لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ط'' کہ''نہ ہی ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے، اوراورنہ یہ جنت میں داخل ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہوجائے'' پھراللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال''سجین''میں زمین کے نچلے حصہ میں لکھ دو، پھراس کی روح کو(وہاں سے ہی) پھینک دیا جاتا ہے، پھرنبی ﷺ نے (بطورتائید کے) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ''وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ، فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ'' کہ''اور جوکوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، وہ گویا کہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ آسمان سے گرپڑا، پھر اسے پرندے اچک لیں، یا ہوا اسے دوردراز کی جگہ میں پھینک ڈالے'' پھراس (کافرکی) روح (اس کے گوشت پوست، مٹی یاراکھ والے) جسم میں واپس لوٹادی جاتی ہے، اوراس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں، اوروہ اسے بٹھاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ تیرارب کون ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ہائے افسوس میں نہیں جانتا، پھریہ (فرشتے) پوچھتے ہیں کہ تیرادین کیا ہے؟ وہ (پھریہی جواب دیتا ہے کہ) ہائے افسوس میں نہیں جانتا، پھریہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ وہ کون شخص تھا، جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا؟ وہ (پھریہی جواب دیتا ہے کہ) ہائے افسوس میں نہیں جانتا، اس پر آسمان سے ایک منادی، ندا کرتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے (یعنی ایسی بات کرتا ہے، جس کی

تصدیق وتائید نہیں کی جاسکتی)اس کے لئے آگ (یعنی جہنم) کا بستر بچھادو، اوراس کے لئے آگ (یعنی جہنم) کی طرف ایک دروازہ کھول دو(جہنم کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے) پھر جہنم کی طرف سے گرمی اوراس کی تپش اس کو پہنچنے لگتی ہے، اور اس پر قبر تنگ کردی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھراس کے پاس ایک بدصورت، آدمی گندے کپڑے پہن کرآتا ہے، جس سے بدبو آرہی ہوتی ہے، پھر یہ آدمی اس کافر سے کہتا ہے کہ جو تکلیف تمہیں پہنچ رہی ہے، اس سے خوش ہوجا، یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، چنانچہ وہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے سے ہی سے شر کے اثرات ظاہر ہورہے ہیں، پس وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں تیرا گندہ عمل ہوں، پھر یہ (کافر) کہتا ہے کہ اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۵۳۴)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے، جس کے آخر میں ''کافر کی قبر تنگ کردیے جانے اوراس کی پسلیاں آپس میں ملادیے جانے کے بعد'' درج ذیل اضافہ ہے:

ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا قَالَ: فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا قَالَ: ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۴۷۵۳)

ترجمہ: پھراس (کافر) پر ایک ایسے فرشتے کو مسلط کردیا جاتا ہے جو کہ اندھا اور گونگا ہوتا ہے، اس کے ہاتھ میں اتنا بڑا گرز ہوتا ہے کہ اگر کسی پہاڑ پر مارا جائے، تو وہ پہاڑ مٹی مٹی ہوجائے، اور وہ اس گرز سے اس (کافر شخص کو) ایک ضرب لگاتا ہے کہ جس کی آواز جن وانس کے علاوہ مشرق ومغرب کے درمیان ساری مخلوق سنتی ہے، جس سے وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے، پھراس میں روح کو دوبارہ لوٹا دیا جاتا ہے (اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا ہے) (ابوداؤد)

مذکورہ حدیث سے مومن اور کافر کے فوت ہونے کے بعد قبر و برزخ کی حالتوں کا علم ہوا کہ کافر سخت

عذاب میں مبتلا ہوتا ہے، اور مومن بندہ اس عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

پھر اگر مومن بندہ نیک صالح ہو، تو وہ ہر طرح کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے، ورنہ اپنی بداعمالیوں کے بقدر تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا قُبِرَ أَحَدُكُمْ أَوِ الْإِنْسَانُ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا : الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ : النَّكِيْرُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ؟ فَهُوَ قَائِلٌ مَا كَانَ يَقُوْلُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا قَالَ : هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ : إِنْ كُنَّا لَنَعْلَمُ إِنَّكَ لَتَقُوْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ فَيُقَالُ لَهُ : نَمْ فَيَنَامُ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ.

وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ : لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَكُنْتُ أَقُوْلُهُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ: إِنْ كُنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ : الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهَا أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۳۱۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص یا انسان کو قبر (وبرزخ) میں پہنچا دیا جاتا ہے، تو اس کے پاس دو سیاہ، نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، پھر وہ دونوں اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ تم اس آدمی یعنی محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ پس وہ قبر والا جواب میں وہی کچھ کہتا ہے، جو وہ (دنیا میں) کہا کرتا تھا، پس اگر وہ مومن ہوتا ہے، تو جواب میں کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ

www.idaraghufran.org

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر وہ فرشتے اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر اس کے لئے ستّر ستّر ہاتھ تک قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے، اور اس کے لئے نور روشنی کردی جاتی ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تم سوجاؤ، پھر وہ نئے دولہا (ودلہن) کی نیند سوجاتا ہے کہ جس کو اس کے گھر کے سب سے زیادہ محبت کرنے والے لوگ ہی بیدار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔

اور اگر وہ قبر والا منافق ہوتا ہے، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) معلوم نہیں، میں لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتا ہوا سنا کرتا تھا، پس میں بھی ان کے بارے میں وہی کچھ کہا کرتا تھا، تو وہ فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر لپٹ جا، تو وہ زمین اس پر لپٹ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھر اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا (ابنِ حبان)

مذکورہ حدیث سے جہاں کافر کے عذابِ قبر میں مبتلا ہونے کا علم ہوا، اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کو تا قیامت مسلسل عذاب دیا جاتا رہے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

جہاں تک قبر کے فتنہ کا تعلق ہے، تو (قبر میں) میرے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) ذریعہ سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا، پس اگر قبر والا نیک صالح آدمی ہوگا، تو اسے قبر میں اس طرح بٹھادیا جائے گا کہ اس پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں ہوگی، پھر اس کو کہا جائے گا کہ تم نے کس چیز میں وقت گزارا؟ تو وہ جواب میں کہے گا کہ اسلام میں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ وہ کون آدمی تھا، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ وہ جواب میں کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم، جوکہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کرآئے (جن میں قبر کے حالات بھی تھے) جن کی ہم نے تصدیق کی، پھراس کوجہنم کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا، کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹیں ماررہا ہوگا، پھراس سے کہا جائے گا کہ آپ اس چیز کودیکھ لو، جس سے اللہ عزوجل نے آپ کو بچالیا، پھراس کو جنت کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی رونق اورنعمتوں کووہ دیکھے گا، پھراسے کہا جائے گا کہ یہ اس جنت میں آپ کا ٹھکانہ ہے، اور کہا جائے گا کہ تم (ایمان و) یقین کی حالت میں زندہ تھے، اوراسی پر تم مرے، اوراسی پر تمہیں ان شاءاللہ اٹھایا جائے گا۔

اوراگروہ قبر والا برا آدمی ہوگا، تواس کواس کی قبر میں گھبراہٹ اورخوف کی حالت میں بٹھایا جائے گا، پھراس سے کہا جائے گا کہ توکس دین پر تھا؟ تووہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں، پھراس سے کہا جائے گا کہ تو اس آدمی (یعنی محمد) کے بارے میں کیا کہتا ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، پس میں بھی وہی کہتا تھا، جو وہ لوگ کہتے تھے، پھراس کے لئے جنت کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی رونق اورنعمتوں کو یہ دیکھے گا، پھراس سے کہا جائے گا کہ تو اس چیز کودیکھ لے، جس کواللہ عزوجل نے تجھ سے ہٹادیا، پھراس کے لئے جہنم کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹیں ماررہا ہوگا، اوراس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ ہے، توشک کی حالت میں زندہ تھا، اوراسی پر تو مرا، اوراسی پر ان شاءاللہ تجھے اٹھایا جائے گا، پھراس کو عذاب دیا جائے گا (مسنداحمد، رقم الحدیث ۲۵۰۸۹)

صالح آدمی میں مومن اورمتقی، اوربرے آدمی میں کافر، منافق وفاسق داخل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مومن ومتقی کوقبر میں راحت ونعمت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح کافرو فاسق کوعذاب بھی ہوتا ہے۔

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

''سجدۂ تلاوت'' کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ ''حجۃُ اللّٰہ البالغۃ'' میں فرماتے ہیں کہ:

وسن رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن قرأ آية فيها أمر بالسجود، أو بيان ثواب من سجد، وعقاب من أبى عنه أن يسجد تعظيما لكلام ربه ومسارعة إلى الخير، وليس منها مواضع سجود الملائكة لآدم عليه السلام لأن الكلام فى السجود لله تعالى.

والآيات التى ظهر فيها النص أربع عشرة آية أو خمس عشرة، وبين عمر رضى الله عنه أنها مستحبة، وليست بواجبة على رأس المنبر، فلم ينكر السامعون، وسلموا له(حجة الله البالغة، ج۲، ص۲۳، سجود التلاوة)

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے جو ایسی آیت پڑھے، جس میں سجدے کا حکم دیا گیا ہے، یا سجدہ کرنے والے کے ثواب کو بیان کیا گیا ہے، اور اس سے انکار کرنے والے کے عذاب کو بیان کیا گیا ہے، سجدہ کرنے کو سنت قرار دیا ہے، رب تعالیٰ کے کلام کی تعظیم اور خیر کی طرف جلدی کرنے کی وجہ سے، اور فرشتوں کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے مواقع ان میں داخل نہیں، کیونکہ اصل کلام، اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے متعلق ہے۔

اور وہ آیات، جن میں اس طرح سجدے کا حکم ظاہر ہے، وہ چودہ یا پندرہ آیات ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر یہ واضح فرمایا کہ سجدۂ تلاوت مستحب ہے، واجب نہیں، اور سامعین نے اس پر نکیر نہیں کی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کو قبول کیا(حجۃُ اللّٰہ البالغۃ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ''مصفّٰی'' میں فرماتے ہیں:

www.idaraghufran.org

سجدۂ تلاوت مسنون است قاری و مستمع را، ومتاکدمی شود بسجودِ قاری (المصفّٰی، ج۱ص۱۸۸،

باب سجود القرآن سنۃ ولیس بواجب، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: سجدۂ تلاوت قاری اور سننے والے کے حق میں مسنون ہے، لیکن قاری کو سجدہ کرنے کی زیادہ تاکید ہے (مصفّٰی)

سجدۂ تلاوت کی مشروعیت پر تو فقہائے کرام کا اتفاق ہے، لیکن اس کے سنت یا واجب ہونے میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے، اور دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک واجب نہیں۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت سنتِ مؤکدہ ہے۔

اور مالکیہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت کے سنتِ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونے میں اختلاف ہے۔ [1]

---

[1] اتفق الفقهاء على مشروعية سجود التلاوة، للآيات والأحاديث الواردة فيه، لكنهم اختلفوا فى صفة مشروعيته أواجب هو أو مندوب.

فذهب الشافعية والحنابلة إلى أن سجود التلاوة سنة مؤكدة عقب تلاوة آية السجدة لقول الله تعالى :(إن الذين أوتوا العلم من قبله إذا يتلى عليهم يخرون للأذقان سجدا ويقولون سبحان ربنا إن كان وعد ربنا لمفعولا ويخرون للأذقان يبكون ويزيدهم خشوعا) ولما ورد عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا قرأ ابن آدم السجدة فسجد، اعتزل الشيطان يبكى، يقول :يا ويلى، وفى رواية يا ويله -أمر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة، وأمرت بالسجود فأبيت فلى النار .ولما روى عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنهما قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ علينا السورة فيها السجدة فيسجد ونسجد.وليس سجود التلاوة بواجب -عندهم -لأن النبى صلى الله عليه وسلم تركه، وقد قرئت عليه سورة والنجم. . .) وفيها سجدة، روى زيد بن ثابت رضى الله تعالى عنه قال :قرأت على النبى صلى الله عليه وسلم والنجم فلم يسجد فيها، وفى رواية :فلم يسجد منا أحد وروى البخارى أن عمر رضى الله تعالى عنه قرأ يوم الجمعة على المنبر سورة النحل حتى إذا جاء السجدة نزل فسجد، فسجد الناس، حتى إذا كانت الجمعة القابلة قرأ بها حتى إذا جاء السجدة قال " :يا أيها الناس، إنا نمر بالسجود، فمن سجد فقد أصاب، ومن لم يسجد فلا إثم عليه، ولم يسجد عمر رضى الله تعالى عنه ورواه مالك فى الموطأ وقال فيه : على رسلكم، إن الله لم يكتبها علينا إلا أن نشاء ، فلم يسجد، ومنعهم أن يسجدوا، وكان بمحضر من الصحابة، ولم ينكروا عليه فكان إجماعا .واستدلوا أيضا بما جاء فى حديث الأعرابى من قوله صلى الله عليه وسلم :خمس صلوات فى اليوم والليلة قال :هل على غيرها؟ قال :لا، إلا أن تتطوع .وبأن الأصل عدم الوجوب حتى يثبت صحيح صريح فى الأمر به ولا معارض له ولم يثبت، وبأنه يجوز سجود التلاوة على الراحلة بالاتفاق فى السفر ولو كان واجبا لم يجز كسجود صلاة الفرض.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سجدۂ تلاوت کے حکم کے مسئلہ میں حنفیہ کے بجائے دوسرے فقہائے کرام کے قول کو اختیار فرمایا ہے کہ انہوں نے سجدۂ تلاوت کو سنت قرار دیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واختلف فقهاء المالكية فى حكم سجود التلاوة، هل هو سنة غير مؤكدة أو فضيلة، والقول بالسنية شهره ابن عطاء الله وابن الفاكهانى وعليه الأكثر، والقول بأنه فضيلة هو قول الباجى وابن الكاتب وصدر به ابن الحاجب ومن قاعدته تشهير ما صدر به، وهذا الخلاف فى حق المكلف .أما الصبى فيندب له فقط، وفائدة الخلاف كثرة الثواب وقلته، وأما السجود فى الصلاة ولو فرضا فمطلوب على القولين، وقال ابن العربى: وسجود التلاوة واجب وجوب سنة لا يأثم من تركه عامدا.

وذهب الحنفية إلى أن سجود التلاوة أو بدله كالإيماء واجب لحديث :السجدة على من سمعها . . .وعلى للوجوب، ولحديث أبى هريرة رضى الله تعالى عنه :إذا قرأ ابن آدم السجدة فسجد اعتزل الشيطان يبكى، يقول :يا ويله أمر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة، وأمرت بالسجود فأبيت فلى النار(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٤، ص ٢١٢تا٢١٤،مادة"سجود التلاوة")

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

خلائی سفراور معراج

(16ربیع الاول1440ہجری)

آج سائنس نے بہت ترقی کرلی ہے،اوراس شعبے میں آئے دن نئی نئی تحقیقات سامنے آتی رہتی ہیں،سائنس کی ان تحقیقات سے،جبکہ وہ واقعہ کے مطابق اور سچ وحق پر مبنی ہوں،اسلام اوراسلام کی تعلیمات کی حقانیت ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ایک مقام پر ہے کہ:

ایک صاحب نے عرض کیا کہ آج کل یورپ میں اس کی کوشش کررہے ہیں کہ مریخ (MARS)ستارہ تک پہنچیں،اوروہاں کے حالات معلوم کریں۔

(حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے)فرمایا کہ میں نے بھی ایک اخبار میں دیکھا تھا،میں نے تو دیکھ کر یہ کہا تھا کہ جس روز ایسا ہوگیا،ان شاءاللہ تعالیٰ دورکعت نفل نماز بطورِ شکرادا کروں گا،کیونکہ آخر یہ بھی تو ان ہی طبقات کو طے کرکے مریخ تک پہنچیں گے،جن کو حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مانع معراج جسمانی کہتے ہیں،تعجب ہے کہ ان کی کوئی تکذیب نہیں کرتا،اور شریعت کی تکذیب کرنے کو تیار ہیں۔

ہوائی جہاز کے ذکر پر فرمایا کہ اب حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پراعتراض کا منہ نہیں رہا،اس بدفہمی کا کچھ علاج ہے کہ جو یہ کریں،وہ ہوجائے،اور خدا جو چاہے وہ نہ ہو،کس قدر یہ ظلمِ عظیم ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج۳،ص۹۷،مطبوعہ:ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان،تاریخِ اشاعت:1423ہجری)

یہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے زمانہ کی بات ہے۔

www.idaraghufran.org

اوراس کے بعد سائنسدانوں نے مریخ (MARS) ستارہ پر کئی خلائی مشن بھیج دیے ہیں، جس پر ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ جس چیز پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے شکرانے کے نوافل پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، آج وہ کام سامنے آچکا ہے، اوراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج پر سائنسی اعتبار سے قدیم اور پرانے اعتراضات کی گنجائش نہیں رہی۔

لیکن حیرت ہے کہ موجودہ دور کے اکثر اہلِ علم حضرات بھی اس طرح کے سائنسی انکشافات کو ملاحظہ کرکے اسلامی امور کو اہلِ سائنس پر حجت بنا کر پیش نہیں کرتے، بلکہ بعض تو اس قسم کی سائنسی تحقیقات کو نہ تو مانتے اور نہ ہی ان کے ذکر کرنے کو مناسب سمجھتے، اور اگر کوئی ذکر کرے، اس کو مادیت کا بچاری اور نہ جانے کیا کچھ کہتے ہیں۔

اوراس کے برعکس مسلمانوں کا ایک مادیت پرست طبقہ وہ ہے، جو سائنس کی ہرنئی بات کو قبول کرنے کو تیار ہے، خواہ وہ اصل پر مبنی ہو، یا اندازہ پر مبنی ہو، اور پھر جہاں اس کو اس تحقیق کے خلاف کوئی اسلام کی بات ٹکراتی ہوئی نظر آتی ہے، وہ اس میں تاویل کرنا شروع کردیتا ہے، اوراس طرح شرعی حقائق کا انکار لازم آنا شروع ہوجاتا ہے، اس طرح کی باتیں، افراط وتفریط پر مبنی ہیں۔

مسلمانوں کو اس قسم کی افراط اور تفریط دونوں پر نظر کرنی چاہیے، خاص طور پر علماء کو ان چیزوں کی طرف توجہ کرنا اوراس قسم کی خرابیوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

روح اور جسم اور موجودہ سائنس

(16 ربیع الاول 1440ہجری)

ہر زمانہ میں علمائے اسلام نے اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس کی تحقیقات کا اسلامی افکار واحکام سے حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے تقابل کرکے کلام کیا ہے، اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا ہے، جبکہ موجودہ دور میں سائنسی تحقیقات اور انکشافات اتنی تیزی سے رونما ہورہے ہیں کہ پچھلی صدیوں اور زمانوں میں اس طرح کی کیفیت دیکھنے میں نہیں آئی، لیکن افسوس ہے کہ موجودہ دور کے علمائے اسلام کما حقہٗ ان کا تقابل اور تحقیق کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہیں، اور جو حضرات اسلام اور

سائنس وغیرہ کے عنوان سے کام کررہے ہیں، ان میں افراط یا تفریط سامنے آرہی ہے، چنانچہ ایک طبقہ تو وہ ہے کہ جو دین کا پختہ اور کماحقہ علم نہیں رکھتا، یا اس کو دین میں تصلب ورسوخ حاصل نہیں، جس کی وجہ سے وہ دین کی صحیح ترجمانی نہیں کرپاتا، یا اسلام کے خلاف بعض سائنسی چیزوں سے متاثر ہوکر اسلامی تعلیمات میں بے جا تاویلات کرنے لگتا ہے، کیونکہ اس کا اسلام سے زیادہ سائنسی تحقیقات وانکشافات پر زیادہ یقین ہوتا ہے۔

اور دوسرا طبقہ وہ ہے، جسے خود موجودہ سائنسی تحقیقات اور اس کے انکشافات کا صحیح علم نہیں ہوتا، اس لیے وہ سائنسی امور کی صحیح ترجمانی نہیں کرپاتا۔

اور جو اس قسم کی افراط وتفریط سے محفوظ ہو، ایسے افراد بہت کم ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ موجودہ دور کی سائنسی تحقیقات وانکشافات سے دین اور اسلام کے متعلق پیدا ہونے والے بہت سے شکوک وشبہات کا ازالہ ہوجاتا ہے، اور اسلامی تعلیمات انٹرنیشنل سطح پر ان ہی کے تسلیم شدہ اصولوں کے مطابق حجتِ ملزمہ بن کر سامنے آجاتی ہیں۔

جیسا کہ موجودہ سائنسی دنیا میں کمپیوٹر سسٹم کا معاملہ ہے کہ اس کا ایک حصہ سافٹ ویئر (Software) کا ہے، اور دوسرا حصہ ہارڈ ویئر (Hardware) کا ہے۔

سافٹ ویئر ایسا پروگرام ہے کہ جس کو چھوا نہیں جاسکتا، لیکن ہارڈ ویئر کو چھوا جاسکتا ہے، مگر ہارڈ ویئر میں نمایاں ہونے والی چیزیں سافٹ ویئر کی مدد سے کردار ادا کرتی ہیں، سافٹ ویئر کی مثال روح کی، اور ہارڈ ویئر کی مثال جسم کی ہے، اور اس نظام سے عالمِ دنیا، عالمِ آخرت اور عالمِ برزخ کے روحانی وجسمانی نظام کی حقیقت کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے، اور عذابِ قبر کو بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

اس طرح کی اور بھی کئی چیزیں ہیں، جن پر اہلِ علم حضرات روشنی ڈال کر اسلامی تعلیمات کو بآسانی سمجھا سکتے اور اسلام کی تبلیغ کرسکتے ہیں۔

واقعات کی روایت میں علماء کا غیر محتاط طرزِ عمل

(18ربیع الاول 1440ہجری)

آج کل بعض ناواقف لوگ تو دین کی اصل بات سمجھتے ہی نہیں، اور بعض سمجھتے ہیں، لیکن جس سے

تحاسدوتباغض وغیرہ ہو، اس کو بدنام کرنے کے لیے غلط سلط انداز میں روایت کرکے، بلکہ جھوٹ کا ارتکاب کرکے، دوسرے سے بدظن کرنے اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور بعض لوگ واقعات کے نقل کرنے اور سننے میں بہت بے احتیاطی کرتے ہیں، جس میں آج کل کے بعض علماء بھی شامل ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

> میں روایت کے اس معاملہ میں بہت محتاط ہوں، میں تو واقعات میں علماء تک کی روایت کا بھی اعتبار نہیں کرتا، میرا اعتقاد یہ ہے کہ یہ فتویٰ تو صحیح دیں گے، مگر واقعات میں اکثر ان کا بھی معمول احتیاط کا نہیں۔
>
> اس پر چاہے کوئی برا مانے یا بھلا، جو بات تھی صاف عرض کردی (ملفوظاتِ حکیم الامت، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ، ج۳ص۱۰۲، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت:1423ہجری)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے ملفوظات میں اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ ان سے بعض لوگ اس لیے خفا ہیں کہ وہ حق بات کے اظہار میں خِفا نہیں رکھتے۔

بندہ محمد رضوان عرض کرتا ہے کہ ایک عالم کے سامنے کسی نے ایک روایت بندہ کے متعلق نقل کی کہ میں ایک وقت کی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا قائل ہوں، جس پر انہوں نے بندہ سے شکایت کی، حالانکہ یہ سراسر غلط روایت تھی، بندہ کا ایک وقت کی تین طلاقوں کے متعلق اصل موقف وہی ہے، جو جمہور صحابہ اور جمہور فقہائے کرام کا ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، اور ایک وقت کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا بندہ کے نزدیک جمہور کے خلاف مرجوح اور ضعیف قول ہے۔

البتہ بندہ اس سلسلہ میں چند علمی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی ضرورت سمجھتا ہے، مثلاً ایک مسئلہ تو ایک وقت کی تین طلاقوں کے تین ہونے کا ہے، یہ الگ مسئلہ ہے، اور اس طرح کی طلاقوں کے تین ہونے کا موقف جمہور صحابہ وفقہائے کرام کا ہے، اور راجح ہے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کن الفاظ سے اور کس طرح کی نیت سے ایک یا دو طلاقیں ہوتی ہیں، اور کن الفاظ سے اور کس طرح کی نیت سے تین طلاقیں ہوتی ہیں؟

یہ مسئلہ پہلے مسئلہ سے جدا ہے، اور اس دوسرے مسئلہ کو پہلے مسئلہ کے ساتھ خلط ملط کرنا اور اس طرح کے ہر مسئلہ کو بھی جمہور صحابہ وتابعین اور فقہائے جمہور کا قول سمجھنا غلطی ہے۔

چنانچہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں دیانتاً ایک طلاق واقع ہوتی ہے، اور ان صورتوں میں قضاءً ایک یا تین طلاقیں واقع ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، مثلاً کسی نے ایک طلاق کی نیت سے کئی مرتبہ ''طلاق، طلاق، طلاق'' کے الفاظ بولے، تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک قضاءً تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، البتہ دیانتاً ایک طلاق واقع ہوتی ہے، اور اگرچہ فتویٰ دیانت کے مطابق دیا جاتا ہے، لیکن بعض مشائخِ حنفیہ نے عورت کو قاضی کی طرح قرار دے کر یہ فرمایا کہ اگر عورت تین مرتبہ طلاق کے الفاظ سن لے، یا کسی معتبر ذریعہ سے اسے معلوم ہوجائے کہ شوہر نے تین یا زیادہ مرتبہ طلاق طلاق کے الفاظ ادا کیے ہیں، اور شوہر یہ دعویٰ کررہا ہو کہ اس کی ایک طلاق کی نیت تھی، تو عورت کو شوہر کی بات کا اعتبار کرنا جائز نہیں، اور اسے تین طلاق ہی سمجھنا چاہیے، اور قاضی کو بھی تین طلاق ہی کا فیصلہ کرنا چاہیے، اگرچہ شوہر اپنے دعوے پر حلف کیوں نہ اٹھائے۔

لیکن اولاً تو اگر ''المرأة كالقاضي '' کے اصول کو اختیار کیا جائے، تو ''قضاء القاضي بعلمه '' میں بھی یہ تفصیل ہے کہ خالص حدود اللہ میں جائز نہیں، اور غیر حدود میں متقدمین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، متأخرین نے فسادِ زمان کی بناء پر مظنۂ تہمت کی وجہ سے، اس کو ناجائز قرار دیا ہے، اس علت کا اثر صرف غیر کے لیے قضاء پر پڑتا ہے، خود اپنے نفس کے لیے حکم معلوم کرنے پر اس کا کوئی اثر نہیں، لہٰذا اپنے لیے اپنے علم کے مطابق عمل کرنا جائز ہے (ملاحظہ ہو: احسن الفتاویٰ، ج:۵ص:۱۶۱، کتاب الطلاق، بعنوان ''طلاق کی جھوٹی خبر کا حکم''، مطبوعہ: ایچ۔ایم سعید کمپنی، کراچی، طبع چہارم: ۱۴۱۴ہجری)

لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر عورت کا دل شوہر کے دعوے پر مطمئن ہو، تو اس کو شوہر کی بات پر عمل کرلینا جائز ہے۔

دوسرے حنفیہ کے علاوہ بعض دیگر فقہائے کرام، مذکورہ مخصوص صورت میں دیانتاً کے ساتھ ساتھ

قضاءً بھی ایک طلاق واقع ہونے کا حکم لگاتے ہیں، مذکورہ صورت میں ان کے نزدیک عورت کو شوہر کی بات کا اعتبار کرنا اور قاضی کو شوہر کے بیان کے مطابق ایک طلاق کا فیصلہ کرنا جائز ہے۔

اب ایسی صورت میں سوال سامنے آ جانے کے بعد بھی ہمارے بعض علماء ومفتیانِ کرام یہ فرماتے اور فتویٰ دیتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں جمہور صحابہ وتابعین اور چاروں فقہاء کے نزدیک قضاءً تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔

جبکہ یہ بات درست نہیں، اور یہ مسئلہ جمہور کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہونے سے جدا ہے۔

ایسی صورت میں اگر کوئی حاکم یا حکم یا مفتی ''قضاء القاضی بعلمه'' کے مطابق عورت کے لیے شوہر کے بیان کے مطابق عمل کی گنجائش دیتا ہے، یا حنفیہ کے علاوہ دوسرے فقہائے کرام کے قول کے مطابق ضرورتاً یا دلیل کا رجحان محسوس کرتے ہوئے، قضاءً ایک طلاق کا حکم لگاتا ہے، یا فیصلہ کر دیتا ہے، تو مستفتی یا محکوم کو اس پر عمل کر لینا جائز ہے۔

بالخصوص جبکہ اس طرح کے مسائل میں بعض اوقات گنجائش نہ دینے سے طرح طرح کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں، بعض لوگ مشکلات کی وجہ سے اہلِ حق سے وابستگی ترک کر دیتے ہیں، ہمیں ایسی صورت میں تشدد کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، اور بندہ اس طرح کے مسائل واحوال میں شوہر کے قول کے مطابق اس سے حلف لے کر گنجائش وتوسع کا قائل ہے، جس میں نہ قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی مخالفت ہے، اور نہ ہی اس پر کوئی گناہ ہے۔

اب اس پر یہ الزام عائد کرنا کہ جمہور کے موقف کو ترک کر دیا، اور غیر مقلدین وغیرہ کے مسلک کو اختیار کر لیا، درست نہیں، اس طرح کی باتیں یا تو کم علمی سے ناشی ہوتی ہیں، یا پھر بدگمانی اور غلط فہمی وغیرہ کی وجہ سے صادر ہوتی ہیں، جبکہ بعض لوگ محض تحاسد وتباغض کی بناء پر اس طرح کی بے سروپا باتیں اڑاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے شر سے سب کو اور خود ان کو محفوظ رکھے، کیونکہ بغض وحسد کے گناہ کا شر، سب سے زیادہ اس فعل کے مرتکب کو ہی پہنچتا ہے۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مولانا شعیب احمد

ریاکاری سے بچیں!

اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کی پہلی سیڑھی اخلاص ہے۔اخلاص ہو تو چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی مقبول ہے اور اگر اخلاص نہ ہو تو بڑے سے بڑی اچھائی بھی مردود۔کسی بھی نیک عمل کا فائدہ انسان کی ذات کو تبھی پہنچ سکتا ہے جب وہ اللہ کے نزدیک قبولیت کے درجہ کو پالے۔

حضرات انبیاء کرام اس حقیقت سے بخوبی واقف اور آگاہ تھے۔حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما الصلاۃ والتسلیم نے جب اللہ کے حکم سے از سرِ نو کعبہ کی تعمیر شروع کی تو اس موقع پہ ان کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ:

" رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا " (سورة البقرة ، رقم الآية : ١٢٧)

''اے ہمارے رب ہماری طرف سے (یہ نیکی) قبول فرمالیجیے''(بقرہ)

بیت اللہ کی تعمیر جیسا مقدس کام ہو رہا ہے،اور کرنے والی دو جلیلُ القدر اور برگزیدہ ہستیاں ہیں، جن میں سے ایک اپنے وقت کے نبی ہیں اور دوسرے مستقبل کے نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ابنِ نبی یعنی نبی کا بیٹا ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں۔اتنے مبارک عمل اور اس قدر عظیم نسبتوں کے باوجود اللہ کے حضور التجا یہی کر رہے ہیں کہ ہمارا یہ عمل قبول کر لیجیے۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ نیک اعمال کی قیمت اور اہمیت تبھی ہے جب وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائیں،اور اللہ کے نزدیک اعمال کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ دل میں اخلاص ہو اور آدمی کے پیشِ نظر اللہ کی رضا ہو۔اس کے برعکس اگر دل میں اخلاص کی بجائے ریاکاری اور دکھلاوا آجائے تو نہ صرف یہ کہ اللہ کے ہاں اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی بلکہ ریاکاری سے اعمال ضائع بھی ہو جایا کرتے ہیں۔

صحیحین میں ایک طویل روایت مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بروزِ قیامت سب سے پہلے ایک ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر کیا جائے گا جو جہاد کرتے کرتے شہید ہو گیا۔اسے اللہ تعالیٰ

www.idaraghufran.org

کے انعامات گنوائے جائیں گے جو دنیا میں اس پر ہوئے۔ وہ ان تمام نعمتوں کا اعتراف و اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تو نے میرے اتنے انعامات کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ باری تعالیٰ میں نے آپ کی رضا کے لیے جہاد کیا، یہاں تک میں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا، تو نے جہاد اس لیے کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ سو وہ تجھے دنیا میں کہا جا چکا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔

اس کے بعد دوسرا شخص حاضر کیا جائے گا جو دنیا میں قرآن مجید کی تعلیم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول رہتا تھا۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد کرائے جائیں گے۔ جب وہ تمام نعمتوں کا اعتراف و اقرار کرلے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے سوال کریں گے کہ اتنی نعمتوں کی موجودگی میں تو نے کیا عمل کیا؟ وہ جواب میں کہے گا کہ میں آپ کی رضا کے لیے علم سیکھتا، سکھاتا رہا اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ علم سکھانے سے تیرا مقصود یہ تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن کی تلاوت کرنے سے تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ سو یہ سب تجھے دنیا میں کہا جا چکا۔ پھر اس کے متعلق بھی حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔

پھر تیسرا شخص حاضر ہوگا، جس کو اللہ نے مالی وسعت اور آسودگی کی نعمت سے نوازا ہوگا۔ اسے وہ تمام نعمتیں یاد کرائی جائیں گی اور وہ بھی سب نعمتوں کو تسلیم کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ میں آپ کی خوشنودی کے لیے آپ کی راہ میں مال خرچ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا۔ مال خرچ کرنے سے تیرا مقصود یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ سو وہ تجھے دنیا میں کہا جا چکا اور تیرا مقصود حاصل ہو گیا۔ پھر اس کے متعلق بھی حکم ہوگا کہ اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔ [1]

---

[1] ”إن أول الناس يقضى يوم القيامة عليه رجل استشهد، فأتي به فعرفه نعمه فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: قاتلت فيک حتى استشهدت، قال: كذبت، ولكنک قاتلت لأن يقال: جرىء، فقد قيل، ثم أمر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تین بڑے بڑے اعمال صرف اس وجہ سے بالکل ضائع اور اکارت چلے گئے کہ کرنے والوں کے دل میں اخلاص نہ تھا۔ریاکاری کے اژدہے نے ان کی نیکیوں کو نگل لیا اور نتیجتاً وہ اپنی نیکیوں کا صلہ اور بدلہ پانے کی بجائے اللہ کے غضب اور ناراضگی کے مستحق ٹھہرے۔اس لیے کسی بھی نیک عمل سے مقصود فقط اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا ہو اور بس۔

ریاکاری کا نقصان بتلاتے ہوئے ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ القِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ : مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ“ (سنن الترمذی، رقم الحدیث : ۳۱۵۴، أبواب تفسیر القرآن، باب : ومن سورة الكهف)

”قیامت والے دن جس میں کوئی شک نہیں جب اللہ لوگوں کو جمع فرمائیں گے تو ایک پکارنے والا صدا لگائے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لیے کیا اور اس میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اسے چاہیے کہ اس عمل کا ثواب اسی غیر اللہ سے جا کر لے لے جس کے لیے عمل کیا تھا۔بے شک اللہ تو تمام شرکاء سے بے نیاز ہے“(ترمذی)

اگر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ریاکاری پر کوئی اور سزا نہ دیں بلکہ صرف اتنی بات ہی فرما دیں کہ جس کے لیے عمل کیا تھا آج جا کر اسی سے بدلہ لے لو،تو اللہ تعالیٰ کا فقط یہ فرما دینا ہی کتنی بڑی سزا اور انسان کے لیے مقامِ ندامت ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بہ فسحب علی وجهه حتی ألقی فی النار، ورجل تعلم العلم، وعلمه وقرأ القرآن، فأتی به فعرفه نعمه فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: تعلمت العلم، وعلمته وقرأت فيک القرآن، قال: كذبت، ولكنک تعلمت العلم ليقال: عالم، وقرأت القرآن ليقال: هو قارء، فقد قيل، ثم أمر به فسحب علی وجهه حتی ألقی فی النار، ورجل وسع الله عليه، وأعطاه من أصناف المال كله، فأتی به فعرفه نعمه فعرفها، قال: فما عملت فيها؟ قال: ما تركت من سبيل تحب أن ينفق فيها إلا أنفقت فيها لک، قال: كذبت، ولكنک فعلت ليقال: هو جواد، فقد قيل، ثم أمر به فسحب علی وجهه، ثم ألقی فی النار" (صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۱۹۰۵، کتاب الامارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار)

www.idaraghufran.org

نیز ایک حدیث میں ریا کاری کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ " (مسند أحمد، رقم الحديث : ۲۳۶۳۰)

"بے شک مجھے تمہارے اوپر سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ریاکاری شرکِ اصغر ہے" (مسند احمد)

ان چند احادیث سے ریا کاری کی قباحت اور برائی پوری طرح واضح ہے۔ اس لیے انسان کبھی بھی غیر اللہ کے لیے یا تعریف کے دو بول سننے کی خاطر کوئی نیکی اور اچھائی نہ کرے۔

حدیث میں جہاں ریا کاری اور دکھلاوے کی مذمت بیان کی گئی ہے وہیں اس مہلک عمل سے چھٹکارا پانے کا ایک آسان طریقہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"اے لوگو! اس شرک سے بچو۔ بلاشبہ اس کی آہٹ چیونٹی کی آہٹ سے بھی ہلکی ہوتی ہے۔ تو کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ جب ایسا نازک معاملہ ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم یوں کہتے رہا کرو:

" اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ، وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ "

"اے اللہ ہم آپ سے پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور اس کو ہم جانتے ہوں، اور ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے" [1]

---

[1] "خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا هَذَا الشِّرْكَ؛ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ، فَقَالَ لَهُ: مَنْ شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَكَيْفَ نَتَّقِيهِ، وَهُوَ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: قُولُوا: " اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ، وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ " (مسند احمد، رقم الحديث : ۱۹۶۰۶، مسند الكوفيين، حديث أبي موسى الأشعري)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک اور حدیث میں یہ واقعہ اور دعا کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ منقول ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

” هو أخفى فيكم من دبيب النمل وسأدلك على شيء إذا فعلت أذهب عنك صغار الشرك وكباره تقول اللهم إني أعوذ بك أن أشرك بك فيما أعلم وأستغفرك لما لا أعلم تقولها ثلاث مرات “

(نوادر الاصول فی احادیث الرسول للترمذی، ج: ۴ ص: ۱۰۱) [1]

”وہ (یعنی شرک) تم میں چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ مخفی انداز میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور میں ایک ایسی چیز کی طرف تمہاری راہنمائی کرتا ہوں کہ اگر تم اسے کرلو تو شرکِ اکبر اور شرکِ اصغر (ہر قسم کے شرک) سے تمہاری حفاظت ہوجائے۔ روزانہ تین مرتبہ یوں کہا کرو کہ:

” اللهم إني أعوذ بك أن أشرك بك فيما أعلم وأستغفرك لما لا أعلم “

”اے میرے اللہ! میں اس بات سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جانتے بوجھتے شرک کروں اور میں آپ سے معافی مانگتا ہوں جسے میں نہیں جانتا“ (نوادر)

ریاکاری انسان کی نیکیوں کے لیے ایک مہلک جذبہ ہے۔ لہٰذا ریاکاری اور دکھلاوے سے اپنے دل کو پاک کرنا ضروری ہے۔ اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا منقول دعاء ہمارے لیے مشعلِ راہ اور ہماری معاون ہے کہ جس کا روزانہ تین مرتبہ ورد کرکے ریاکاری سے بچا جاسکتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رواه أحمد، والطبراني في الكبير والأوسط، ورجال أحمد رجال الصحيح غير أبي علي، ووثقه ابن حبان. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث: ۱۷۶۶۹، كتاب الزهد، باب ما يقول إذا خاف شيئا من ذلك)

” رواه أحمد والطبراني ورواته إلى أبي علي محتج بهم في الصحيح وأبو علي وثقه ابن حبان ولم أر أحدا جرحه ورواه أبو يعلى بنحوه من حديث حذيفة إلا أنه قال فيه يقول كل يوم ثلاث مرات “ (الترغيب والترهيب للمنذري، تحت رقم الحديث: ۶۰ باب: الترغيب في الإخلاص والصدق والنية الصالحة)

[1] حكم الألباني: ” صحيح “ (الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث: ۶۰۴۴)

www.idaraghufran.org

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ رمضان: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ رمضان ۸۵۳ھ: میں حضرت شیخ ابراہیم بن موسیٰ بن بلال بن عمر بن مسعود کرکی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۳۰)

□......ماہِ رمضان ۸۵۳ھ: میں حضرت شیخ حسام الدین بن خواجہ خضر بن جلال الدین عمر مانکبوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نزھة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳ص ۲۴۵)

□......ماہِ رمضان ۸۵۵ھ: میں حضرت قاضی تاج الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عمر بن ارسلان بلقینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۵۱)

□......ماہِ رمضان ۸۵۶ھ: میں حضرت علامہ رکن الدین عمر بن قدید قلمطائی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۲)

□......ماہِ رمضان ۸۵۸ھ: میں حضرت شیخ ابوالفتح بن عبدالحیی بن عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کندی جونپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نزھة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳ص ۲۲۸)

□......ماہِ رمضان ۸۵۹ھ: میں حضرت عبدالسلام بن احمد بن عبدالمنعم بن محمد بن احمد قیلوی بغدادی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۲۹)

□......ماہِ رمضان ۸۶۱ھ: میں صاحبِ ''فتح القدیر'' حضرت محمد بن عبدالواحد کمال الدین بن ہمام حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ ہمام کے نام سے مشہور ہیں۔

(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج ۱ ص ۱۶۸)

□......ماہِ رمضان ۸۶۴ھ: میں حضرت فتح الدین احمد بن محمد بن عبدالوہاب بن علی بن یوسف انصاری حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج ۱ ص ۱۴۱)

□......ماہِ رمضان ۸۷۳ھ: میں حضرت تاج الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد

www.idaraghufran.org

بن عبدالعزیز بن قاسم بن عبداللہ عقیلی نویری مکی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۶۱)

□......ماہِ رمضان ۸۷۴ھ: میں حضرت شیخ الشام بدرالدین محمد بن ابی بکر بن احمد اسدی دمشقی ابنِ قاضی شہبۃ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۴۳)

□......ماہِ رمضان ۸۷۵ھ: میں حضرت شمس الدین ابوالطیب احمد بن محمد بن علی بن حسین بن ابراہیم شہاب حجازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۶۴)

□......ماہِ رمضان ۸۷۵ھ: میں حضرت ابوالطیب شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حسن بن ابراہیم انصاری خزرجی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(شذرات الذھب فی أخبار من ذھب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹ ص ۴۷۵)

□......ماہِ رمضان ۸۹۳ھ: میں حضرت ابوبکر بن محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن عبدالخالق بن عثمان بن مزہر انصری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۹۸)

□......ماہِ رمضان ۸۹۴ھ: میں حضرت قاضی علی بن عبدالملک بروجی گجرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳ ص ۲۶۲)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔
نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

علم کے مینار اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط 12) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

صحابیات علمِ حدیث کے میدان میں (حصہ دوم)

ام ایمن رضی اللہ عنہا

ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکہ ہے، ام ایمن کنیت ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی باندی ہیں، جو آپ کو اپنے والد کی طرف سے وراثت میں ملیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرمادیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں بھی آپ کا حصہ ہے، اللہ کے رسول ﷺ آپ کو ماں کہتے تھے، ام ایمن رضی اللہ عنہا کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے، حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سے بھی ہیں۔

آپ کا پہلا نکاح حضرت عبید بن زید سے ہوا تھا، جو غزوہ حنین میں شہید ہوئے، پھر آپ کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، حضرت اسامہ بن زید ان ہی کے بطن سے ہیں، حضرت ام ایمن غزوہ احد اور غزوہ خیبر اور غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شامل تھیں، اور آخر وقت تک غزوات میں ثابت قدم رہیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، اور غازیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ [1]

(سیر اعلام النبلاء، ج ٢، ص ٢٢٧، تحت الترجمة: أم ايمن، الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١٣، ص ٣٠٦، تحت الترجمة: أيمن بن أم أيمن، الاصابة لابن حجر، تحت رقم الترجمة: ١١٩٠٢)

حضرت ام ایمن نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں، اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عطاء بن ابی رباح، حسن بن عبداللہ صنعانی، ابو یزید مدنی وغیرہ نے روایت کی

---

[1] ابنِ سعد نے ''الطبقات الکبریٰ'' میں سفیان بن عقبہ کے حوالہ سے مرسلاً ایک روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ: ''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ جنت کی عورتوں میں سے کسی عورت سے شادی کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ ام ایمن سے نکاح کرلے''۔ مگر اس روایت کی سند میں غیر معمولی ضعف پایا جاتا ہے۔

''من سره أن يتزوج امرأة من أهل الجنة، فليتزوج أم أيمن''

وهذا إسناد ضعيف رجاله ثقات؛ غير سفيان بن عقبة (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٢٢٦٠)

www.idaraghufran.org

ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع دور میں آپ کا انتقال ہوا۔

ام الدرداء رضی اللہ عنہا

ام الدرداء رضی اللہ عنہا مشہور ومعروف فقیہہ، عالمہ، عابدہ اور فاضلہ صحابیہ ہیں، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور صاحبِ کمال صحابی کی زوجۂ مطہرہ ہیں، آپ کا مکمل نام ''خیرۃ بنت أبی حدرد الأسلمی'' ہے۔

ابن عبدالبر قرطبی اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''آپ عبادت ومناسک میں ممتاز ہونے کے ساتھ ساتھ طبقہ خواتین میں عاقلہ، فاضلہ، اور صاحب رائے واجتہاد تھیں''۔[1]

فقہ اور حدیث کے میدان میں کمال درجہ کا علم رکھتی تھیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، اور اسی طرح اپنے شوہر حضرت ابودرداء، حضرت سلمان رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتی ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں فقہائے مدینہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے، اور آپ کی مرویات صحیحین یعنی بخاری ومسلم کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث میں بھی موجود ہیں، اور اس طرح امت کو علم کا ایک بڑا حصہ آپ کے ذریعہ ملا۔

آپ کی وفات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال قبل، خلافت عثمانی میں ہوئی۔

(تذکرۃ الحفاظ للذھبی، ج ۱، ص ۴۴، سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص ۲۷۸، تحت الترجمۃ: أم الدرداء)

لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا

حدیث میں ان کی مشہور روایت حضرت ام کلثوم رسول اللہ کی صاحبزادی کے انتقال پر ان کے غسل وکفن دینے کے متعلق ہے کہ یہ غسل وکفن میں شریک تھیں، اور رسول اللہ ﷺ اپنی نگرانی میں کفن کے کپڑے ایک ایک کر کے ان کو دے رہے تھے، ان سے روایت کرنے والوں میں ....

---

[1] ''و کانت من فضلاء النساء، عقلائھن و ذوات الرای منھن مع العبادۃ والنسک'' (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحت رقم الترجمۃ: ۴۱۵۰)

داؤد بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ [1]

سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا

ابتدائی زمانے میں اسلام لائیں تھیں، اپنے شوہر ابو حذیفہ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ میں شامل تھیں، حبشہ میں ان کے بیٹے محمد بن ابی حذیفہ کی ولادت ہوئی۔

حضرت سالم جو نبی علیہ السلام کی ہجرت مدینہ سے پہلے قبا کی مسجد میں وہاں ہجرت کر کے پہنچنے والے صحابہ کی امامت کرتے تھے (اور یہ مسجد قبا اسلام کی اولین مساجد میں سے ہے) یہ سالم، سہلہ، کے شوہر ابو حذیفہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، اسی وجہ سے انہیں سالم مولیٰ ابو حذیفہ کہا جاتا ہے۔ حضرت سہلہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ روایت کرتی ہیں، اور آپ سے مروی روایات بخاری، مسلم کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث میں بھی موجود ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں بعد کے دیگر حضرات شامل ہیں۔

(اسد الغابة، تحت رقم الترجمة: ۷۰۲۷، (الاصابة فی تمییز الصحابة، تحت رقم الترجمة: ۱۱۳۵۲)

غامدیہ ازدیہ رضی اللہ عنہا

غامدیہ ازدیہ رضی اللہ عنہا (قبیلہ ازد کی شاخ بنی غامد سے تھیں) صحیح مسلم میں ان کے رجم کئے جانے کا واقعہ ہے، اللہ کے رسول نے ان کا جنازہ پڑھایا تھا، اور ان کے بارے میں یہ تاریخی الفاظ نطق رسالت سے صادر ہوئے تھے کہ:

"فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ"

ترجمہ: پس قسم اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس نے ایسی توبہ کی

---

[1] حدیثِ لیلیٰ بنتِ قانف، جو کہ عورت کے کفن کی تفصیل سے متعلق ہے، فقہائے کرام کا مستدل بھی ہے، اور یہ روایت سنن ابی داؤد، مسند احمد، طبرانی کبیر، معجم اوسط اور بیہقی وغیرہ میں موجود ہے، مگر اس روایت کی سند میں ایک راوی نوح بن حکیم ثقفی کو بعض حضرات نے مجہول قرار دیا ہے، اور بعض حضرات نے اس واقعہ کو حضرت ام کلثوم کے بجائے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے متعلق قرار دیا ہے۔ والتفصیل فی کتب الاحادیث۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۰، ص ۳۶۰، تحت الترجمة: ليلى بنت قانف)

www.idaraghufran.org

ہے کہ اگر ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا، تو اس کی توبہ قبول کر لی جاتی۔

(مسلم، رقم الحدیث ۱۶۹۵ ”۲۳“)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

”لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ تَعَالَى“

ترجمہ: تحقیق اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر (اس کی توبہ) مدینہ والوں میں ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے، تو انہیں کافی ہوجائے، اور کیا تم نے اس سے افضل توبہ پائی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے پیش کر دیا ہے۔

(مسلم، رقم الحدیث ۱۶۹۶ ”۲۴“)

ان کے علاوہ حضرت فاطمہ بنتِ حبیش رضی اللہ عنہا ہیں کہ جن سے استحاضہ سے متعلق مشہور روایت بخاری و مسلم اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

اور حضرت حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا، جو عہد رسالت میں زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھیں، اور ان کی روایت کردہ احادیث، بخاری و مسلم، موطاء میں مختلف الفاظ سے منقول ہیں۔

اور حضرت زینب بنت ابوسلمہ جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی (پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ) سے بیٹی تھیں، فقیہہ عالمہ فاضلہ تھیں، اور مدینہ کے فقہاء میں یہ ممتاز مرتبہ رکھتی تھیں، اللہ کے رسول ﷺ سے براہِ راست بھی اور ام المومنین حضرت ام سلمہ، دیگر ازواجِ مطہرات کی سند سے بھی روایت کرتی ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر کبار تابعین شامل ہیں۔

اور اسی طرح حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا نام بھی امت کی فقیہہ و مجتہدہ میں شامل ہے۔[1]

طبقہ صحابیات کی یہ وہ ممتاز خواتین ہیں، جو علم و فضل، زہد و ریاضت، فقہ و فتاویٰ اور روایت حدیث میں سر برآوردہ ہیں، اور فقہ کی تدوین و ترویج میں ان صحابیات کے علم و زہد اور فتاویٰ کا ایک بڑا حصہ شامل ہے، اور امت کو بہت سے مسائل میں ان سے فائدہ پہنچا ہے۔

[1] (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲، ص ۳۷۰، تحت الترجمة: فاطمة بنت أبی حبيش، ايضاً: ج۴۰، ص ۳۹۶، تحت الترجمة: زينب بنت أم سلمة، جامع الاصول فی احاديث الرسول، لابن الاثير، تحت رقم الترجمة: ۶۴۸، الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج۸، ص ۲۰۹، تحت الترجمة: عاتكة بنت زيد)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط38) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا اویس قرنی تابعی رحمہ اللہ سے دعاء کروانا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

(مسلم، رقم الحدیث ۲۲۴ "۲۵۴۲"، باب من فضائل أویس القرنی رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سے سب سے بہترین وہ آدمی ہوگا جسے اویس کہا جائے گا، اس کی والدہ ہوگی، اور اس کے جسم پر سفیدی کا ایک نشان ہوگا، تم اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کروانا (مسلم)

اور اُسیر بن جابر رحمہ اللہ سے روایت میں ہے:

أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۳ "۲۵۴۲")

ترجمہ: کوفہ والوں کا ایک وفد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان میں ایک وہ شخص تھا، جو اویس (قرنی، تابعی) کا مزاق اُڑاتا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا وفد میں قرن قبیلے والوں میں سے کوئی ہے؟ یہ سُن کر ایک آدمی حاضرین میں سے اُٹھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک

آدمی آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے۔وہ یمن کو اپنی والدہ کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا، اسے سفیدی (یعنی برص) کی بیماری ہوگی۔وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ اس سے اس بیماری کو دور فرمادے گا،سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (یعنی دینار یا درہم کے بقدر برص کی بیماری کا نشان باقی رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے تو وہ اپنے لئے ان سے مغفرت کی دعا کرائے (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی یمن سے کوئی جماعت آتی تو عمر رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے کہ کیا تم میں کوئی اویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ ایک جماعت میں اویس آ گئے،تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں،عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ (قبیلہ) مراد سے اور (علاقہ) قرن سے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں،عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ کو برص کی بیماری تھی، جو کہ ایک درہم جگہ کے علاوہ ساری ٹھیک ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں،عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ کی والدہ ہیں،انہوں نے کہا جی ہاں،عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے پاس اویس بن عامر یمن کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں گے، جو کہ قبیلہ مراد اور علاقہ قرن سے ہوں گے،ان کو برص کی بیماری ہوگی پھر ایک درہم جگہ کے علاوہ صحیح ہوجائیں گے،ان کی والدہ ہوگی اور وہ اپنی والدہ کے فرمانبردار ہوں گے،اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے گا،اگر تم سے ہو سکے تو ان سے اپنے لئے مغفرت کی دعاء کروانا،تو آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کردیں،اویس قرنی رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت کی دعاء کردی۔عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب آپ کہاں جانا چاہتے ہو؟ اویس فرمانے لگے کہ کوفہ۔عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں وہاں کے حکام کو لکھ دوں؟ اویس رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ مجھے مسکین لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔ پھر جب

آئندہ سال آیا تو کوفہ کے معزز لوگوں میں سے ایک آدمی حج کے لئے آیا،عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اویس رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں اویس رحمہ اللہ کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کا گھر ٹوٹا پھوٹا اور ان کے پاس نہایت کم سامان تھا،عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے پاس یمن کی ایک جماعت کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے جو کہ (قبیلہ) مراد اور (علاقہ) قرن سے ہوں گے،ان کو برص کی بیماری ہوگی جس سے سوائے ایک درہم کی جگہ کے ٹھیک ہوجائیں گے،ان کی والدہ ہوں گی وہ اپنی والدہ کے فرمانبردار ہوں گے،اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دے،اگر آپ سے ہوسکے تو ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا،تو وہ آدمی اویس رحمہ اللہ کے پاس آیا،اور ان سے کہا کہ میری مغفرت کی دعا کردیں،اویس رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ ایک نیک سفر سے واپس آئے ہو،تو آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔اس آدمی نے کہا کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔اویس رحمہ اللہ نے پھر وہی کہا کہ آپ ایک نیک سفر سے واپس آئے ہو،تو آپ میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔اویس رحمہ اللہ نے اس آدمی سے پوچھا کہ کیا آپ عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اس آدمی نے کہا کہ جی ہاں۔پھر اویس رحمہ اللہ نے اس آدمی کے لئے مغفرت کی دعا کی،پھر لوگ اویس قرنی رحمہ اللہ کا مقام سمجھے۔راوی اسیر کہتے ہیں کہ میں نے اویس رحمہ اللہ کو ایک چادر اوڑھادی تھی،تو جب بھی کوئی آدمی اویس رحمہ اللہ کو دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آ گئی؟ (مسلم،حدیث نمبر ۲۲۵ ”۲۵۴۲“)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی تشریح میں محدثین کرام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اویس قرنی تابعی رحمہ اللہ کی بزرگی کی خبر دینا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اویس قرنی تابعی رحمہ اللہ سے دعاء کرانے سے معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ صرف چھوٹا ہی کسی بڑے سے دعاء کی فرمائش کرسکتا ہے، بلکہ بڑے کے لئے اپنے سے چھوٹے سے دعاء کرانا بھی جائز ہے۔

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ریت کا گھر (قسط 1)

پیارے بچو! ایک بچہ تھا جس کا نام سمیر تھا۔ ایک دن وہ اپنے کسی دوست کے گھر گیا، جب وہ واپس گھر آیا تو اس کے سارے کپڑے بھیگے ہوئے تھے۔ اس کی امی نے اس سے پوچھا کہ اس کے کپڑے اور سارا جسم کیوں بھیگا ہوا ہے؟

تو سمیر مسکراتے ہوئے بولا:

امی جان! میں حسن کے گھر گیا تھا، وہاں سے ہم ایک نزدیک جگہ نہانے کے لیے گئے، وہاں نہاتے ہوئے میرے کپڑے گیلے ہو گئے۔"

سمیر کی امی کو اس بات کا پتا تھا کہ سمیر کو پانی میں کھیلنے اور اسی طرح ریت کے ساتھ کھیلنے کا بہت شوق ہے۔ یہ سوچتے ہوئے سمیر کی امی نے اس کے والد سے بات کی اور ساحل سمندر پر جانے کا پروگرام بنایا۔ گھر کے تمام افراد جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ سمیر کے دادا نے اپنے ساتھ اپنی گدی بھی لے لی کیونکہ وہ زمین پر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔

سمیر نے اپنے ساتھ ایک ڈول اور ایک چھوٹا بیلچہ رکھ لیا تا کہ وہ ریت کے ساتھ کھیلے۔ پھر بہت جلد وہ سمندر کے ساحل پر پہنچ گئے۔

گھر کے تمام لوگ سمندر کے کنارے سیر کا مزہ لے رہے تھے، جبکہ سمیر کے دادا نے اخبار پڑھنا شروع کر دیا۔ وہاں انہوں نے پیزا بھی کھایا جو کہ سمندر کے کنارے ایک دوکان پر مل رہا تھا۔ اسی طرح وہ سمندر کی خوشگوار ہوا سے بھی لطف اندوز ہوئے۔ سمیر نے آئس کریم بیچنے والے کو دیکھا جو کہ وہیں اس کے سامنے آئس کریم بنا رہا تھا۔ سمیر کی آئس کریم کی بھوک بھڑکی اور اس نے چاہا کہ آئس کریم کھائی جائے۔ وہ آئس کریم والے کے پاس گیا اور وہاں جا کر کھڑا ہو گیا۔

آئس کریم والے نے چمچ سے آئس کریم نکالی اور کپ کو آئس کریم سے بھر دیا پھر کپ میں آئس کریم کو مزید دبایا اور اس میں اور آئس کریم ڈالی، پھر اس پر مالٹے کا جوس ڈالا۔ سمیر نے آئس کریم کھائی

تو اسے بہت مزے کی لگی۔

سمیر نے سوچا کہ وہ اپنے طریقے سے ریت کا گھر بنائے گا۔اس نے اپنا ڈول ریت سے بھرا پھر واپس اس ڈول کو پلٹا اور ریت کو گرا دیا۔اس کو یہ لگ رہا تھا کہ ڈول کے اس طرح پلٹنے سے ریت کی شکل ڈول جیسی بن جائے گی،لیکن اس طرح نہ ہوا۔سمیر کے زمین پر ڈول پلٹنے کے بعد ریت زمین پر پھیل گئی اور اس ریت سے وہ گھر نہ بن سکا جو اس نے اپنے دماغ میں بنایا ہوا تھا،اس سے سمیر کو نہ امیدی سی ہوگئی۔

سمیر نے ایک مرتبہ پھر سے کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوا،سمیر نے زور سے چیخنا شروع کر دیا کہ کبھی بھی اس کو گھر بنانے میں کامیابی نہیں ملے گی۔

سمیر کو اپنی وہ غلطی سمجھ میں نہیں آئی جو وہ کر رہا تھا۔

اس نے سوچا:

"آئس کریم والا بھی تو اسی طرح کر رہا تھا لیکن کس طرح وہ آئس کو کپ میں ڈال کر اس کی کپ کی طرح کی شکل بنا دیتا تھا؟"

یہ سوچ سوچ کر سمیر بکھری ہوئی ریت پر اپنے پاؤں مار رہا تھا،اس نے ڈول ایک طرف پھینکا اور زور زور سے رونے لگا۔گھر کے سب لوگ اس سے دور تھے اس لیے اس کی مشکل کا ان کو پتا نہ چلا۔

لیکن سمیر کے دادا اس کے نزدیک ہی بیٹھے ہوئے تھے،جب انہوں نے سمیر کے رونے کی آواز سنی تو اخبار کو ایک طرف رکھا اور سمیر کے قریب آئے اور اسے کہا:

"سمیر!آپ اس طرح غصے میں کیوں لگ رہے ہو؟ کیا معاملہ ہو گیا ہے؟"

سمیر کے دادا کیونکہ اخبار پڑھنے میں مصروف تھے اس لیے انہیں پتا نہ چلا کہ سمیر کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے اور اب اس کی کیا مشکل ہے۔

جب سمیر سے دادا نے اس کی مشکل کے بارے میں سوال کیا تو سمیر کے رونے کی آواز اور اونچی ہوگئی،جب سمیر کسی طرح چپ نہ ہوا تو اس کے دادا نے اسے ایک چاکلیٹ دی پھر اس سے اس کی مشکل کے بارے میں پوچھا۔پھر سمیر نے تفصیل کے ساتھ سارا ماجرا بیان کر دیا۔(جاری ہے......)

بزمِ خواتین　(عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط27)　مفتی طلحہ مدثر

ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ اول)

معزز خواتین! ہمارے معاشرے میں بہت سے مسائل ایسے ہیں، جن کے خلاف بحث ومباحثہ کی بہت گرم بازاری ہے، جہاں کوئی دوست، یاروں کی محفل سج گئی وہاں ان مسائل پر تبصرہ کرنا اور اپنے خیالات سے آگاہ کرنا، ہر فردِ بشر اپنا حق سمجھتا ہے، پھر خواہ اس موضوع سے متعلق حقائق کا علم ہو یا نہ ہو، رائے زنی ضرور کی جاتی ہے، یہ معاملہ دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے مسائل میں پیش آتا ہے، ایسے افراد کی معاشرے میں کمی نہیں جن کو سیاست کا لفظ بھی لکھنا نہیں آتا، ایوانِ بالا اور ایوانِ زیریں کا فرق بھی معلوم نہیں، لیکن وہ آپ کو یہ بتاتے ضرور نظر آئیں گے کہ پاکستان کے وزیرِ اعظم کو امریکہ کے ساتھ کس طرح سے پیش آنا چاہیے، اور سعودی عرب کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنے چاہییں یا انڈیا کی جارحیت کا کیسے منہ توڑ جواب دینا چاہیے، دنیاوی، اور سیاسی معاملات میں بصیرت رکھنے والے ایسے افراد پر دل ہی دل میں مسکراتے ہیں، سیاسی معاملات میں تو یہ رائے زنی کسی حد تک قابلِ برداشت ہے، کیونکہ جس قائد یا پارٹی کے عمل کو بنیاد بنا کر گفتگو ہوتی ہے، وہ آخر کار بنی آدم ہیں جن سے غلطی کا صدور ممکن ہے، لیکن جب معاملہ دینی مسائل کا آتا ہے تو معاملہ یکسر بدل جاتا ہے، اس میں اپنی طرف سے قیاس آرائیاں کرنا خطرناک ہے، کیونکہ دینی مسائل میں بغیر تحقیق کے تنقید یا تائید بعض اوقات بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شبہ، اعتراض یا توہین وتحقیر وغیرہ کا باعث بن جاتی ہے، اللہ یا نبی پر اعتراض ایسی چیز ہے، جس کے تصور سے بھی سچے مسلمان کی روح کانپ اٹھتی ہے، اسی قسم کے دینی مسائل میں سے جن میں مباحثہ کا بازار گرم رہتا ہے ایک مسئلہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا بھی ہے، جس کو اسلام مخالف عناصر نے تو اپنے مذموم سیاسی مقاصد کی وجہ سے اعتراض کا باعث بنا ہی رکھا ہے، ان کی تنقید کے زہریلی نشتر سے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی محفوظ نہ رہ سکی، اس لیے ایسے ناعاقبت اندیشوں سے تو بحث فضول ہے، نہ انہوں نے مسلمانوں کی طرح اللہ کو واحد مانا نہ نبی کی محبت کا

www.idaraghufran.org

دعویٰ کیا، افسوس تو یہ ہے کہ خود مسلمان بھی اس مسئلہ میں کشمکش کا شکار ہیں، ایک گروہ غیروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس کو عورتوں کے ساتھ ناانصافی قرار دیتا ہے، اور اس معاملے میں شریعت نے جتنی شرائط عائد کی ہیں ان کو بالکلیہ نظر انداز کر دیتا ہے، پھر اس کے ردِعمل میں ایک طبقہ اس کی مخالفت میں آگے بڑھتا ہے اور اس کا دفاع کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جاتا ہے، جس سے عوام شدید خلش کا شکار ہو جاتے ہیں، عموماً خواتین کے سامنے اس مسئلہ کی غیر حقیقی تصویر پیش کی جاتی ہے، اصل حقیقت کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر چھپا لیا جاتا ہے، لہٰذا اس مسئلہ میں قدرے تفصیل سے وضاحت کی ضرورت تھی، جس کی امانت ودیانت کے ساتھ آنے والے صفحات میں کوشش کی گئی ہے۔

ایک سے زیادہ شادیاں سنت ہے؟

پہلے تو اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آیا ایک سے زیادہ شادیاں کرنا سنت ہے یا نہیں؟ قرآن واحادیث میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے شریعت نے دو چیزوں کی ترغیب دی ہے، ایک نکاح کرنے کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے، اور نکاح سے الگ رہنے والوں کو سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی ہے، ایسے افراد پر نہایت ناگواری کا اظہار فرمایا ہے، دوسری چیز جس کی شریعت نے ترغیب دی ہے وہ کثرت اولاد ہے جو قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسری امتوں پر فخر کا باعث بنے، بشرطیکہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت میں کوتاہی نہ کی جائے، اور بھی کوئی دوسری خرابی لازم نہ آئے، ان دونوں چیزوں کے علاوہ عام مسلمان کے حق میں الگ سے دوسری شادی کے سنت یا اس سے بڑھ کر تاکید ہونے کا قول محتاجِ دلیل ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی روایت میں یہ مروی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی پر ایک بیوی رکھنے کی وجہ سے تنبیہ فرمائی ہو، یا اس کو یہ حکم دیا ہو کہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہوئے ایک سے زیادہ شادیاں کرو! اپنی سنت کو بطورِ دلیل صرف نکاح کی ترغیب کے لیے پیش کیا ہے، جو ایک نکاح سے بھی پوری ہو جاتی ہے، دوسری چیز کثرتِ اولاد تو یہ بھی کثرتِ زوجات کے ساتھ لازم نہیں، یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں ہوں گی تو ہی اولاد زیادہ ہوگی، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ ایک بیوی سے بھی کئی بچے پیدا ہو جاتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس بعض اوقات کئی بیویوں سے بھی کوئی اولاد

نہیں ہوتی، یہ تو اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، نہ کثرت نکاح پر، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد، صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی (سوائے حضرت ابراہیم کے، وہ حضرت ماریہ سے ہوئے) اس کے علاوہ باقی آٹھ ازواجِ مطہرات سے کوئی اولاد نہیں عطا کی گئی، نیز اولاد کے حقوق کی ادائیگی کا اصل تعلق بھی اولاد ہونے کی حیثیت سے ہے، نہ دوسری شادی کی حیثیت سے، لہٰذا دوسری شادی کو علی الاطلاق سنت قرار نہیں دیا جا سکتا، اور نہ یہ طرزِ عمل درست ہے کہ واعظین برسرِ منبر دوسری شادی کے ترغیب دیتے پھریں اور اس کو سنت قرار دیں، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی دوسری شادی کی صحابہ کو ترغیب نہیں دی، ہاں بعض اوقات کسی مخصوص صحابی کی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دوسرے نکاح کا مشورہ دیا ہے، جس کی علت اور وجہ ان کی مخصوص حالت ہے نہ کہ دوسری شادی کا سنت ہونا، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی، اپنی تمام جوانی کی عمر ایک ہی زوجہ کے ساتھ بسر کی، بعد میں بحکمِ الٰہی مصلحتًا زیادہ شادیاں کی، اور کثرت سے شادیاں کرنے میں بعض جہات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت حاصل ہے، جس پر دوسرے کو قیاس کرنا درست نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کردار کو داغدار کرنے کے خواہشمند غیر مسلم یہی تو اعتراض کرتے ہیں، کہ نعوذ باللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت سے نکاح خواہش کے تابع تھے، جبکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اس سے پاک ہے، آپ کی سیرت اس پر گواہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۰ برس کی عمر تک دوسری شادی نہیں کی، اس کے بعد مصلحتًا زیادہ شادیاں فرمائیں، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کو سنت کا درجہ دیا جائے اور دیگر عوامل کو نظر انداز کیا جائے، تو اپنے دوست کی بیٹی سے، دشمن کی بیٹی سے، منہ بولے بیٹے کی بیوی سے، بیوہ صاحبِ اولاد، اور مطلقہ وغیرہ سے بھی نکاح کرنا سنت قرار دینا پڑے گا، اور اس کا کوئی قائل نہیں، خود ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سے بھی بیک وقت ایک سے زیادہ شادیوں کا سنت ہونا منقول نہیں ہے، جبکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو ہم سے بہتر جانتے تھے، دوسری شادی کا درجہ اتنا ہی زیادہ ہوتا تو اس اہم مسئلہ کو کیسے نظر انداز کر سکتے تھے۔

(جاری ہے............)

قرآن اپنے تلاوت کرنے والوں کی بروزِ قیامت شفاعت کرے گا

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: اِقْرَءُوْا الْقُرْآنَ فَإِنَّهٗ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهٖ، اِقْرَءُوْا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ (مسلم، رقم الحديث 804"252")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا، دو روشن سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور آلِ عمران کی (بطورِ خاص) تلاوت کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن بادلوں یا سائبانوں کی شکل یا پرندوں کی دو صف بستہ ٹولیوں کی شکل میں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کریں گی، سورہ بقرہ کی (بطور خاص) تلاوت کیا کرو، کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے، اور باطل والے (یعنی جادوگر) اس (سورہ بقرہ کے توڑ) کی طاقت نہیں رکھتے (مسلم)

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315-5131250
0322-5503460
حاجی عمران

حاجی امجد
0300-5198823
0315-5198823
حاجی کامران
0321-5353160
0312-5353160

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

فوت شدہ اولاد بروزِ قیامت بخشش کا ذریعہ ہوگی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی دو مسلمان (یعنی میاں، بیوی) ایسے ہوں، کہ اُن کی تین اولادیں فوت ہوگئیں، تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں (والدین) کو اُن بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی وجہ سے اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل فرمائیں گے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر دو بچے فوت ہوں تو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو فوت ہوں تو تب بھی، پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ایک فوت ہو تو؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک فوت ہو تو تب بھی؛ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ساقط شدہ حمل اپنی ماں کو اپنی نال کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، جبکہ اُس کی ماں نے حمل کے ساقط ہونے پر صبر کیا ہو (مسند احمد، حدیث نمبر 22090)

نال، ناف کے ساتھ وابستہ اُس نالی کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے جنین کے پیٹ میں غذاء پہنچتی ہے۔

پس جس عورت کا حمل معتدبہ زمانہ گزرنے کے بعد ساقط ہوجائے، اور وہ اُس پر صبر کرے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَجر کی اُمیدوار رہے، تو وہ حمل اُس کو جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہوگا۔

نیک صالح اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کا اجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَخٍ بَخٍ، لَخَمْسٌ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفّٰى فَيَحْتَسِبُهُ وَالِدَاهُ (مسند أحمد، رقم الحديث15662)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری سُن لو، خوشخبری سُن لو، میزانِ عمل میں پانچ چیزیں بہت زیادہ بھاری ہیں، ایک لآ الٰــــہ الا اللہ، اور دوسرے اللہ اکبر، اور تیسرے سبحان اللہ، اور چوتھے الحمد للہ، اور پانچویں نیک اولاد جو فوت ہو جائے، اور اُس پر اس کے والدین ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے صبر کریں (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا کلمات خاص فضیلت کے حامل کلمات ہیں، اور اس حدیث سے بالغ اور صالح اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی عظیمُ الشان فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے، اور یہ بھی کہ نیک صالح اولاد آخرت میں شفاعت اور بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور عظیم فضیلت کا باعث ہوگی، اور یہ فضیلت بالغ و نابالغ دونوں قسم کی اولاد کو شامل ہے، اور جتنا بڑا صدمہ ہو، اس پر صبر کا اُسی کے اعتبار سے اجر ہوتا ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والے، نور کے منبروں پر ہوں گے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یُجْلِسُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی مَنَابِرَ مِّنْ نُوْرٍ، یَغْشٰی وُجُوْھَھُمُ النُّوْرُ، وَیُلْقٰی عَنْھُمُ السَّیِّئَاتُ حَتّٰی یَفْرَغَ اللّٰہُ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ قِیْلَ: مَنْ ھُمْ؟ قَالَ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث 826، قال المنذری: رواہ الطبرانی بإسناد جید، الترغیب والترھیب، 4581)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو قیامت کے دن نور کے منبروں پر بٹھائے گا، ان کے چہروں کو نور ڈھانپ لے گا، اور ان سے برائیوں (اور قیامت کی سختیوں) کو ہٹالیا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہوجائے، عرض کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے لئے باہم ایک دوسرے سے محبت کرنے والے (طبرانی)

یعنی اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، قیامت کے دن خصوصی فضیلت، سب سے ممتاز اور خاص اجر وانعام کے مستحق ہوں گے، اور یہ تب ہی ممکن ہے، جب کہ آپس میں اتفاق واتحاد بھائی چارگی کو فروغ دیا جائے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

کھڑے ہوکر جوتا، پائجامہ اور عمامہ پہننے کا حکم (دوسری و آخری قسط)

”شرح مصابیح السنة“ کا حوالہ

ابنِ ملک نے ”شرح مصابیح السنة“ میں فرمایا کہ:

”آدمی کے کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت، اس جوتے کے ساتھ خاص ہے، جس کو کھڑے ہوکر پہننے میں تعب و مشقت پیش آتی ہو، جیسا کہ خفین، کیونکہ اس صورت میں بسا اوقات انسان زمین پر گر پڑتا ہے“۔ [1]

”خفین“ ایسے جوتوں کو کہا جاتا ہے، جو ٹخنوں سے اوپر تک ہوتے ہیں، اور ان کو پہن کر وضو کے دوران مسح بھی کیا جاتا ہے، پہلے زمانے میں اس قسم کے خفین اور جوتوں میں تسمے لگے ہوتے تھے، جن کو پہننے اور باندھنے کے لیے، ہاتھوں کو اس انداز میں استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی کہ جس کے لیے کھڑے ہونے کے مقابلہ میں بیٹھنا ہی مشقت سے بچنے کا سبب تھا۔

جبکہ آج کل خفین میں چٹ، بٹن یا اس طرح کی چین یا زِپ لگی ہوئی ہوتی ہے کہ جس کو کھڑے ہوکر لگانا اور بند کرنا بھی آسان ہوتا ہے، اس طرح کے خفین کو بھی کھڑے ہوکر پہننے میں حرج نہیں۔

”فیضُ القدیر“ کا حوالہ

امام مناوی رحمہ اللہ نے ”الجامعُ الصغیر“ کی شرح ”فیضُ القدیر“ میں فرمایا کہ:

”بیٹھ کر جوتے پہننے کا امر ”ارشاد“ کے لیے ہے (یعنی یہ حکم شرعی واجب یا ضروری درجے کا نہیں) کیونکہ جوتے کو بیٹھ کر پہننا زیادہ سہل و آسان ہوتا ہے، اور اس سے طیبی وغیرہ نے ممانعت کو ایسے جوتے کے ساتھ خاص کیا ہے، جس کے کھڑے ہوکر پہننے

[1] نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن ينتعل الرجل قائما"، وهذا النهى مختص بما فى لبسه تعب عن القيام كالخف؛ لأنه إذ ذاك ربما يقع على الأرض(شرح مصابيح السنة لابنِ الملک، ج۵، ص ۴۹، باب النعال)

www.idaraghufran.org

میں تعب لاحق ہو، جیسا کہ خفین اور بڑا جوتا (جو ٹخنوں سے اوپر تک ہو) اور جو جوتا ٹخنوں سے نیچے ہو، یہ ممانعت اس کو شامل نہیں''۔ [1]

''التیسر بشرح الجامع الصغیر'' کا حوالہ

امام مناوی رحمہ اللہ نے ''الجامعُ الصغیر'' کی دوسری شرح ''التیسیر'' میں فرمایا کہ:

''انسان کے کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی نہی ''ارشادی'' ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیٹھ کر جوتا پہننا، زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہوتا ہے''۔ [2]

''امرِ ارشاد'' یا ''نہیِ ارشاد'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم وجوبی درجے کا نہیں ہے، بلکہ اصلاح وشفقت اور زیادہ سے زیادہ اُس افضلیت کے درجے کا ہے، جس کی خلاف ورزی کراہتِ تنزیہی کو مستلزم ہوتی ہے، کراہتِ تحریمی کو مستلزم نہیں ہوتی، اور اس کی دلیل، دوسری روایات وآثار ہیں۔ [3]

---

[1] (نھی أن ینتعل الرجل وھو قائم) فی روایة قائما والأمر للإرشاد لأن لبسها قاعدا أسهل وأمکن ومنه أخذ الطیبی وغیره تخصیص النھی بما فی لبسه قائما تعب کالتاسومة والخف لا کقباقاب وسرموزة(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۹۵۲۰)

[2] (نھی ان ینتعل الرجل) یعنی الانسان (ھو قائم) فی روایة قائما والنھی ارشادی وذلک لانه أسھل وأمکن(التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج۲، ص ۴۷۶،باب المناھی)

[3] جیسا کہ مختلف نصوص کے ذیل میں ''امرِ ارشاد'' اور ''نہیِ ارشاد'' کے متعلق محدثین واہلِ علم حضرات نے اس چیز کی تصریح فرمائی ہے۔

اس سلسلے میں چند عبارات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ولا دلالة فیما ساقه علی ما ادعاہ من التحریم بل ھو أمر إرشاد لما دلت علیه بقیة الأخبار (فتح الباری لابنِ حجر، ج۹ ص ۳۰۹، قوله باب العزل أی النزع بعد الإیلاج لینزل خارج الفرج)

ھو أمر إرشاد وإصلاح لا إیجاب(فتح الباری لابنِ حجر، ج۹ ص ۴۰۰، قوله باب الخلع)

الأمر بإنفاق الفضل أمر إرشاد وندب إلی الفضل(عمدة القاری للعینی، ج۹ ص ۵۴، کتاب الزکاة، باب من أعطاہ اللہ شیئا من غیر مسئلة ولا إشراف نفس)

(ما مررت علی ملأ من الملائکة إلا أمرونی بالحجامة) أمر إرشاد لما فیها من الفوائد(التنویر شرح الجامع الصغیر للصنعانی، ج۹ ص ۳۰۳، تحت رقم الحدیث ۷۷۱۰)

ولا تکمل وزن الخاتم من الورق (مثقالا) : قال ابن الملک تبعا للمظھر: ھذا نھی إرشاد إلی الورع ;فإن الأولی أن یکون الخاتم أقل من مثقال لأنه أبعد من السرف .قلت: وکذا أبعد من المخیلة، وذھب جمع من الشافعیة إلی تحریم ما زاد علی المثقال، لکن رجح الآخرون الجواز، منھم الحافظ العراقی فی شرح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

”البیان و التحصیل“ کا حوالہ

محمد بن احمد بن رشد قرطبی نے ”البیان و التحصیل“ میں فرمایا کہ:

”امام مالک سے کھڑے ہوکر جوتے پہننے کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الترمذی، فإنه حمل النهی المذكور علی التنزيه(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۸۰۲، كتاب اللباس، باب الخاتم)

النهی الوارد فی حديث الباب نهی إرشاد وشفقة(العرف الشذی شرح الترمذی للكشميری، ج۲ص ۱۷۱، كتاب الصوم، باب ما جاء فی كراهية الصوم فی النصف الباقی من شعبان لحال رمضان)

نزو الحمار علی الفرس غير مرضی، وقال الطحاوی: إن النهی نهی إرشاد وشفقة كيلا يكون تقليل آلة الجهاد فإن الفرس يعمل ما لا يعمل البغل، فالحاصل أن تحصيل البغال ليس غير جائز(العرف الشذی شرح الترمذی للكشميری، ج۳ص ۹ص ۲۳۹،كتاب الجهاد، باب ما جاء فی كراهية أن تنزی الحمر علی الخيل)

ويستفاد منه ما يأتی: أولا: كراهية الاستنجاء باليد اليمنی فی قبل أو دبر وهو مذهب الجمهور، حيث حملوا النهی فی قوله – صلی الله عليه وسلم –: " ولا يتمسح بيمينه "علی كراهة التنزيه .ثانيا: يكره مس الذكر باليمين .ثالثا: النهی عن التنفس داخل الإناء أثناء الشرب خشية الإضرار بالآخرين، واختلفوا فی حكمه فذهبت الظاهرية إلی أنه حرام، حيث حملوا النهی علی التحريم، وذهب الجمهور إلی أنه مكروه لأن النهی فی الحديث نهی إرشاد، فيحمل علی الكراهة(منار القاری شرح مختصر صحيح البخاری، للشيخ حمزة محمد قاسم، ج ۱ ص ۲۴۶، كتاب الوضوء، باب الاستنجاء بالحجارة)

يحتمل أن يكون النهی هنا نهی إرشاد؛ لأنه يرجع لنفع بدنه وإزالة ضرره(شرح سنن أبی داود لابنِ ارسلان، ج۲ص ۲۸۰، كتاب الطهارة، باب فی المذی)

ولعل هذا النهی نهی إرشاد كما قيل فی النهی عن الماء المشمس(شرح سنن أبی داود لابنِ ارسلان، ج۱۴ص ۴۴۹،ابواب الاجارة، باب فی الرجل يقول عند المبيع: لا خلابة)

أن رجلا شرب من فی السقاء، فانساب جان فی بطنه؛ فنهی رسول الله –صلی الله عليه وسلم– عن ذلك .

وهو نهی إرشاد وأدب خوفا مما ذكر، وليس هو نهی تحريم(شرح سنن أبی داود لابنِ ارسلان، ج۱۵ ص ۲۴۲،كتاب الاشربة، باب فی الشرب من فی السقاء)

نهی عليه السلام أن يشرب الرجل قائما، وروی أنه صلی الله عليه وسلم شرب قائما أقول: هذا النهی نهی إرشاد وتأديب فإن الشرب قاعدا من الهيآت الفاضلة وأقرب لجموع النفس والری وأن تصرف الطبيعة الماء فی محله أما الفعل فلبيان الجواز(حجة الله البالغة للدهلوی، ج۲ص ۲۹۳، آداب الطعام، المسكرات)

النهی فيه نهی إرشاد إلی المصالح(الكوكب الوهاج شرح صحيح مسلم، لمحمد الامين العلوی الشافعی، ج۲۲ص۴۴۷، كتاب الرؤيا، باب لا يخبر بتلعب الشيطان، وفی تأويل الرؤيا، وفيما رأی النبی صلی الله عليه وسلم فی نومه)

www.idaraghufran.org

امام مالک کی یہ بات درست ہے، کیونکہ اس کے مکروہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں، سوائے اس صورت کے کہ ایسا کرنے والے کے ایک پاؤں میں جوتا پہننے کے وقت، ایک پاؤں پر کھڑا رہنے کی وجہ سے گرنے کا اندیشہ ہو، لیکن جب اس طرح کا اندیشہ نہ ہو، اور کھڑے ہوکر جوتا پہننے پر قدرت ہو، تو پھر کھڑے ہوکر جوتا پہننا جائز ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر اس کی وجہ سے ضعف کا خوف ہو، تو پھر ایسا کرنا مکروہ ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر جوتا پہننے کی ممانعت بیان فرمانا، اسی علت کی وجہ سے ہے، اور یہ ''نہیِ ادب وارشاد'' ہے''۔ [1]

مذکورہ عبارت سے کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت کی علت معلوم ہوئی، جو کہ گرنے کا خوف ہے۔

محمد بن احمد بن رشد قرطبی نے ہی ''البیان والتحصیل'' میں ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

''کھڑے ہوکر جوتا پہننے کی ممانعت گرنے کے خوف کی وجہ سے وارد ہوئی ہے، پس جب اس سے امن ہو، تو پھر کھڑے ہوکر جوتا پہننا جائز ہے''۔ [2]

''نہیِ ادب'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ جوتے پہننے کے آداب میں داخل ہے، کوئی واجب یا ضروری درجہ کی چیز نہیں، اور وہ بھی اپنی علت کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

''نهايةُ المحتاج'' کا حوالہ

شمس الدین رملی شافعی نے ''نهايةُ المحتاج الیٰ شرح المنهاج'' میں فرمایا کہ:

---

[1] وسئل مالک عن الانتعال قائما فقال :لا بأس بذلک.

قال محمد بن رشد :وهذا كما قال، إذ لا وجه لكراهة ذلک إلا ما يخشى على فاعله من السقوط إذا قام على رجله الواحدة ما دام ينتعل الثانية، فإذا أمن من ذلک وقدر عليه جاز له أن يفعله ولم يكن عليه فيه بأس، وإن خشي أن يضعف عن ذلک كره له أن يفعله، لما روى عن النبى -عليه السلام -من رواية أبى الزبير عن جابر بن عبد الله أنه نهى أن ينتعل الرجل قائما وهو نهى أدب وإرشاد لهذه العلة(البيان والتحصيل،لمحمد بن أحمد بن رشد القرطبى، ج۱۸ ،ص۵۰، كتاب الجامع السادس،الانتعال قائما)

[2] وسئل مالک هل ترى بأسا أن ينتعل الرجل قياما؟ فقال لا.

قال محمد بن رشد :قد مضى هذا وما جاء فيه فى رسم شک فى طوافه من سماع ابن القاسم .وإنما لم ير مالک به بأسا لأنه إنما يخاف على فاعل ذلک السقوط لقيامه على الرجل الواحدة ما دام ينتعل الثانية، لأن النهى إنما جاء فيه لهذا المعنى، والله أعلم .فإذا أمن الرجل من ذلک جاز له أن يفعله(البيان والتحصيل،لمحمد بن أحمد بن رشد القرطبى، ج۱۸ ،ص۴۳۷، كتاب الجامع الثامن،الانتعال قائما)

''کھڑے ہوکر جوتا پہننا مکروہ ہے، کیونکہ اس کے بارے میں صحیح حدیث میں ممانعت آئی ہے، اوراس کی وجہ گرنے کا خوف ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آج کل کے عام جوتوں کو کھڑے ہوکر پہننا مکروہ نہیں، کیونکہ ان میں اس طرح کا خوف نہیں ہوتا''۔ [1]

''لمعاتُ التنقیح'' کا حوالہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے''مشکاۃُ المصابیح'' کی شرح''لمعاتُ التنقیح''میں فرمایا کہ:

''کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے، جبکہ کھڑے ہوکر پہننے میں مشقت لاحق ہو، جیسا کہ خفین کو پہننے میں، کیونکہ بعض اوقات اس صورت میں زمین پر گر پڑتا ہے، اورایک قول یہ ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے، جبکہ جوتے کو پہننے کے لیے ہاتھ سے مدد لینے کی ضرورت پیش آئے، ہر صورت میں ممانعت نہیں''۔ [2]

''المفاتیح فی شرح المصابیح'' کا حوالہ

اور حسین بن محمود حنفی نے''المفاتیح فی شرح المصابیح''میں فرمایا کہ:

''آدمی کے کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت، ایسے جوتے کے ساتھ خاص ہے، جس کو کھڑے ہوکر پہننے میں تعب ومشقت لاحق ہو، جیسا کہ خفین کا پہننا، کیونکہ اس طرح کے جوتے میں تسمے باندھنے کی ضرورت پیش آتی ہے، تو اس طرح کا جوتا بیٹھ کر پہننا زیادہ سہل ہوتا ہے، جہاں تک چھوٹے بند جوتے کا تعلق ہے(جو خفین کی طرح اوپر

---

[1] وأن ينتعل قائما للنهي الصحيح عنه خوف انقلابه ويؤخذ منه أن المداس المعروفة الآن ونحوها لا يكره فيها ذلك إذ لا يخاف منه انقلاب(نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج،لشمس الدين الرملي،ج۲،ص ۳۸۲،كتاب الطهارة،باب مسح الخف)

[2] قوله :(أن ينتعل الرجل قائما) قيل :هذا فيما يلحقه مشقة من لبسه قائما كالخف، فإنه ربما يقع على الأرض، وقيل :محمول على نعل يحتاج في لبسها إلى إعانة اليد لا مطلقا(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح،لعبد الحق الدّهلوي الحنفي،ج ۱،ص ۴۰۰،باب النعال،الفصل الثاني)

www.idaraghufran.org

تک، اورتسمہ دار نہیں ہوتا) تو اس کو کھڑے ہوکر پہننے میں کوئی تعب نہیں ہوتا، لہٰذا وہ ممانعت کے تحت داخل نہیں‘‘۔ [1]

’’مرقاۃُ المفاتیح‘‘ کا حوالہ

اور ملا علی قاری نے ’’مرقاۃُ المفاتیح‘‘ میں فرمایا کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے کھڑے ہوکر جوتا پہننے سے منع فرمایا، مظہر نے فرمایا کہ یہ ممانعت اس جوتے کے متعلق ہے، جس کو کھڑا ہوکر پہننے میں مشقت لاحق ہو، جیسا کہ خفین اور وہ جوتا، جس میں تسمے باندھنے کی ضرورت پیش آتی ہے‘‘۔ [2]

’’دلیلُ الفالحین‘‘ کا حوالہ

اور ابنِ علان شافعی نے ’’دلیلُ الفالحین‘‘ میں فرمایا کہ:

’’کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت اس صورت پر محمول ہے، جس میں پیر کو داخل کرنے کے لیے ہاتھ سے مدد لینے کی ضرورت پیش آئے، تاکہ اس صورت میں کھڑے ہوکر پہننے میں بری حالت پیدا نہ ہو، لیکن جب ہاتھ سے مدد لینے کی ضرورت پیش نہ آئے، تو اس میں کوئی ممانعت نہیں‘‘۔ [3]

---

[1] نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن ينتعل الرجل قائما.قوله" :نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن ينتعل الرجل قائما :"هذا النهى مختص بما فى لبسه تعب عن القيام كلبس الخف، فإن النعل تحتاج إلى شد شراكها، فلبسها جالسا أسهل، فأما لبس القفش فليس فى لبسه قائما تعب، فلا يدخل تحت النهى(المفاتيح فى شرح المصابيح،للحسين بن محمود الشِّيرازىّ الحَنَفىّ، ج۵،ص ۳۶،باب النعال)

[2] (نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن ينتعل) : من باب الانفعال أى يلبس نعله (الرجل قائما) : قال المظهر :هذا فيما يلحقه التعب فى لبسه قائما كالخف والنعال التى تحتاج إلى شد شراكها(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۷،ص ۲۸۱۲،باب النعال)

[3] (نهى أن ينتعل الرجل قائما) حمل على ما إذا احتاج فى الانتعال إلى الاستعانة باليد، فى إدخال سيورها فى الرجل، لئلا يصير حينئذ على هيئة قبيحة؛ أما إذا لم يحتج فيه إلى الاستعانة بها فلا(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۸،ص ۴۸۶،باب فى كراهة المشى فى نعل واحدة أو خف واحد لغير عذر وكراهة لبس النعل والخف قائما لغير عذر)

www.idaraghufran.org

”بذلُ المجهود“ کا حوالہ

اورمولانا خلیل احمد سہارن پوری نے ”بذلُ المجهود“ میں فرمایا کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آدمی کو کھڑا ہوکر جوتا پہننے کی ممانعت کے متعلق خطابی نے فرمایا کہ بظاہر راجح یہ ہے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ بیٹھ کر جوتا پہننا زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہے، اور بعض اوقات کھڑے ہوکر جوتا پہننا، گرنے کا سبب بن جاتا ہے، پس بیٹھ کر اور ہاتھ سے مدد لے کر پہننے کا حکم اس لیے دیا گیا، تاکہ گر پڑنے سے حفاظت ہوجائے“۔ [1]

”شرح ریاضُ الصالحین“ کا حوالہ

عرب کے شیخ محمد بن صالح عثیمین نے فرمایا کہ:

”کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت اس جوتے کے لیے ہے، جس میں پیر داخل کرنے میں، جدوجہد پیش آئے، کیونکہ اس صورت میں بعض اوقات انسان گر جاتا ہے، لیکن آج کل جو جوتے عام طور پر رائج ہیں، تو ان کو کھڑے ہوکر پہننے میں حرج نہیں، اور یہ ممانعت میں داخل نہیں، کیونکہ موجودہ جوتوں کا کھڑے ہوکر پہننا اور اتارنا آسان ہوتا ہے“۔ [2]

---

[1] نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن ينتعل الرجل قائما،قال الخطابى :يشبه أن يكون إنما نهى عن لبس النعل قائما؛ لأن لبسها قاعدا أسهل عليه وأمكن له، وربما كان ذلك سببا لانقلابه إذا لبسها قائما، فأمر بالقعود والاستعانة باليد فيه ليأمن غائلته(بذل المجهود فى حل سنن أبى داود،ج١٢،ص١٦٥،باب: فى الانتعال)

[2] نهى أن ينتعل الرجل قائما فهذا فى نعل يحتاج إلى معالجة فى إدخاله فى الرجل لأن الإنسان لو انتعل قائما والنعل يحتاج إلى معالجة فربما يسقط إذا رفع رجله ليصلح النعل أما النعال المعروفة الآن فلا بأس أن ينتعل الإنسان وهو قائم ولا يدخل ذلك فى النهى لأن نعالنا الموجودة يسهل خلعها ولبسها (شرح رياض الصالحين للعثيمين، ص١٩٥٣، باب كراهة المشى فى نعل واحدة أو خف واحد لغير عذر وكراهة لبس النعل والخف قائما لغير عذر)

www.idaraghufran.org

”شرح بلوغ المرام“ کا حوالہ

شیخ محمد بن صالح عثیمین نے ہی ”بلوغ المرام“ کی شرح میں فرمایا کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکثر جوتوں کو باندھنے کی ضرورت پیش آتی تھی، پس جب کھڑے ہوکر جوتا پہنا جاتا تھا، اور اس کو باندھنے کی ضرورت پیش آتی تھی، تو پاؤں اٹھانے کی وجہ سے گرنے کا اندیشہ ہوتا تھا، اور سر جھکانے کی صورت میں بھی اس میں مشقت پیش آتی تھی، اس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر جوتے پہننے سے منع فرمادیا، لیکن آج کے دور میں ہمارے جیسے جوتوں کو پہننے کے لیے اس طرح کی ضرورت پیش نہیں آتی، لہٰذا ان کو کھڑے ہوکر پہننے میں کوئی ممانعت نہیں ہوگی“۔ [1]

”شرح سنن ابی داوٗد للعباد“ کا حوالہ

عرب کے شیخ عبدالمحسن العباد ”ابوداوٗد“ کی شرح میں فرماتے ہیں:

”جب کھڑے ہوکر جوتے پہننے میں کوئی تعب ومشقت لاحق نہ ہو، جیسا کہ موجودہ دور کے اکثر جوتوں کو اس طرح باندھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، اور انسان اپنے پاؤں کو ان میں آسانی سے داخل کرلیتا ہے، تو ان کو کھڑے ہوکر پہننے میں حرج نہیں، پس یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے، جبکہ کھڑے ہوکر جوتے پہننے پر کوئی ضَرر مرتب ہو، یا ضَرر مرتب ہونے کا اندیشہ ہو، لیکن جب ایسا نہ ہو، تو پھر کوئی حرج نہیں“۔ [2]

---

[1] النعال فی عهد الرسول صلى الله عليه وسلم غالبها تحتاج إلى ربط، فإذا كان قائمًا انتعل قائمًا وأرد وأن يربطها إذا رفع رجله ربما يسقط على قفاه وإن خفض رأسه فكذلك أيضًا يكون على وجه غير مستطاع لذلك نهى -عليه الصلاة والسلام- أن ينتعل الرجل قائمًا أما مثل نعالنا اليوم التى لا تحتاج إلى المعالجة فليس فيه نهى(فتح ذى الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام،لمحمد بن صالح العثيمين، ج٦، ص ٢٦٤، كتاب الجامع،باب الأدب،استحباب التيامن فى التنعل)

[2] أما إذا كان الأمر لا يحتاج إلى عناء وإلى مشقة، ولا يشق عليه لبسه وهو قائم كما هو موجود فى كثير من النعال التى لا تحتاج إلى أن تشد، وإنما يدخل الإنسان قدمه فيها، فإنه لا بأس بلبسه قائما، ويكون النهى محمولا على ما إذا كان يترتب عليه مضرة، أو يخشى أن يترتب عليه مضرة، أما إذا كان ما يخشى حصول مضرة فإنه لا بأس بذلك(شرح سنن ابى داؤد للعباد، كتاب اللباس، باب الانتعال، شرح حديث :نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ينتعل الرجل قائما)

www.idaraghufran.org

مذکورہ عبارات وحوالہ جات سے معلوم ہوا کہ باوجودیکہ احادیث میں کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت آئی ہے، لیکن اولاً تو یہ ممانعت مکروہ تنزیہی درجے کی اور تعب ومشقت سے بچانے پر مبنی ہے، اور''امر ارشاد''یا''نہی ارشاد''کے طور پر وارد ہے۔

دوسرے یہ ممانعت ہرقسم کے جوتوں کو شامل نہیں۔

اور آج کل استعمال ہونے والے عام جوتے، جن کو پہننے کے لیے ہاتھوں کے استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، ان کو کھڑے ہوکر پہننے میں کوئی حرج نہیں، البتہ جس قسم کے جوتوں کو پہننے کے لیے ہاتھوں کے استعمال کرنے، اور جوتوں کی طرف جھکنے کی ضرورت پیش آئے، ان میں مناسب یہی ہے کہ اگر عذر نہ ہو، تو ان کو بیٹھ کر پہنا جائے۔

جہاں تک پائجامہ کو بیٹھ کر اور عمامہ کو کھڑے ہوکر پہننے کا تعلق ہے، تو اس کا کسی مرفوع حدیث میں ذکر نہیں پایا جاتا، اگرچہ کئی لوگوں کی زبان پر یہ بات مشہور ہے۔

علامہ سخاوی کا حوالہ

چنانچہ علامہ سخاوی نے''الاجوبۃُ المرضیۃ''میں فرمایا کہ:

وما يذكر على ألسنة كثيرين فى التسرول جالسًا والتعمم قائمًا فلم يثبت فيه شيء من المرفوع، مع وقوعه فى كلام حجة الإسلام الغزالى حيث قال :فعليك بالتسرول قاعدًا والتعميم قائما إلى آخر كلامه .

ويمكن أن يتمسك للتسرول بالنهى عن التنعل قائمًا مع فعل النبى صلى الله عليه وسلم له بحيث يكون النهى للتنزيه وعلل بأن التنعل قاعدًا أسهل وأمكن بل ربما يكون عن قيام ستراً لا نقلابه وتنكشف عورته(الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوى عنه من الأحاديث النبوية.لشمس محمد بن عبد الرحمن السخاوى، ج٢،ص ١١٩٢،مسألة :هل ورد لبسه صلى الله عليه سلم السراويل؟ إلى قوله والأول أرجح)

ترجمہ: اور جو بہت سے لوگوں کی زبانوں پر پائجامہ بیٹھ کر اور عمامہ کھڑے ہوکر پہننے کا

ذکر پایا جاتا ہے، تو اس کے متعلق کوئی چیز مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، البتہ حجۃ الاسلام امام غزالی کے کلام میں اس بات کا ذکر ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ"آپ پائجامہ بیٹھ کر پہننے اور عمامہ کھڑے ہوکر پہننے کو لازم کریں"

اور ممکن ہے کہ امام غزالی نے کھڑے ہوکر پائجامہ پہننے کی ممانعت کی دلیل کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت سے پکڑی ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے ساتھ، اور یہ ممانعت مکروہ تنزیہی درجے کی ہو، جس کی علت یہ ہے کہ بیٹھ کر جوتے پہننا زیادہ سہل اور آسان ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات کھڑے ہوکر پہننے سے الٹا ہوجانے کی بنا پر ستر ظاہر ہوجاتا ہے(الاجوبۃُ المرضیۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ پائجامہ بیٹھ کر اور عمامہ کھڑے ہوکر پہننے کا حکم، کسی مرفوع حدیث میں نہیں آیا، البتہ امام غزالی وغیرہ سے اس کا ذکر ملتا ہے، جس کو ممکن ہے کہ انہوں نے جوتے پہننے پر قیاس کیا ہو۔

تاہم پائجامہ یا لنگی بیٹھ کر پہننے کے حکم کو جوتے بیٹھ کر پہننے کے حکم پر قیاس کرنے میں تأمل ہے، کیونکہ کھڑے ہوکر پائجامہ یا لنگی پہننا، بیٹھ کر پہننے کے مقابلے میں بعض وجوہ کی بناء پر زیادہ سہل اور آسان ہوتا ہے، اور پائجامہ یا تہبند بیٹھ کر پہننا، زیادہ تکلف کا باعث ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بیٹھ کر استنجا کرنے سے فراغت کے بعد بھی پائجامہ کھڑے ہوکر اوپر کر کے پہنا جاتا ہے، یہ بھی مِن وجہٍ پائجامہ پہننے میں داخل ہے کہ پائجامہ گھٹنوں سے اوپر کرنے سے ہی ستر کی حفاظت کا مقصد حاصل ہوتا ہے، نیز پائجامہ اور لنگی کو پہننے اور اس کو باندھنے کے لیے عام طور پر زمین یا پاؤں کی طرف جھکنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی، نیز پائجامہ، تہبند وغیرہ عام طور پر غسل کے بعد غسل خانے وغیرہ کے اندر خلوت والی جگہ میں پہنا جاتا ہے، اور وہاں فرش پر پانی یا کیچڑ وغیرہ ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر پہننا بھی تکلف ومشقت کا باعث ہوتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

اس کے علاوہ انسان کی اصل حالت وعادت تہبند یا پائجامہ پہنے رکھنے کی ہے، نہ کہ ننگا رہنے کی، اور پائجامہ تہبند وغیرہ پہننے سے پہلے ظاہر ہے کہ وہی یا دوسرا پائجامہ، تہبند وغیرہ اتارا بھی ہوگا، اس کے متعلق بھی مذکورہ علت کے پائے جانے کی وجہ سے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اتارنے کا کوئی مخصوص حکم

لگانے کی ضرورت پیش آئے گی، جوکہ نادرد ہے۔

البتہ اگر کسی جگہ کھڑے ہوکر پہننے میں بیٹھ کر پہننے کے مقابلے میں دوسروں کے سامنے ستر ظاہر ہوتا ہو، یا کھڑے ہوکر پہننے میں گرنے وغیرہ کا اندیشہ ہو، اور بیٹھ کر پہننے میں سہولت ہو، تو الگ بات ہے۔

امام غزالی کا حوالہ

امام غزالی (المتوفیٰ: 505ہجری) اپنی تالیف ''کتابُ الأربعین فی اصول الدین'' میں فرماتے ہیں کہ:

فعلیک أن تلبس السراویل قاعدًا ،وتتعمم قائما (کتابُ الأربعین فی اصول الدین، ص ۹۹، القسم الثانی فی اعمال الظاهرة ، الاصل العاشر فی اتباع السنة، مطبوعة: دارالقلم دمشق، الطبعة الاولیٰ 1424هـ ، 2003ء)

ترجمہ: پس آپ پائجامہ بیٹھ کر اور عمامہ کھڑے ہوکر پہننے کو لازم پکڑیں (کتاب الأربعین فی اصول الدین)

امام غزالی رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں جو حکم بیان فرمایا ہے، اس کا کسی حدیث سے حوالہ پیش نہیں فرمایا، اور نہ ہی دیگر محدثین سے اس کا ثبوت ملتا، جیسا کہ علامہ سخاوی کے حوالے سے گزرا۔

اور امام غزالی رحمہ اللہ کی کتب اور بالخصوص ان کی تفصیلی اور مشہور و معروف کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں بہت سی باتیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ جن کا نصوص سے ثبوت نہیں پایا جاتا، اسی وجہ سے علامہ عراقی، علامہ سبکی اور علامہ زبیدی وغیرہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں مذکور احادیث کی تخریج کی ہے، اور بہت سی احادیث کو بے اصل یا موضوع وغیرہ قرار دیا ہے۔

اس لیے محض امام غزالی رحمہ اللہ کی کسی کتاب میں اس طرح کا ذکر آجانے کی بنیاد پر بلا تحقیق اس کو قبول کر لینا، یا امام غزالی رحمہ اللہ کو اپنے درجے سے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا درست طرزِ عمل نہیں، جس کی محققین نے نشان دہی فرمائی ہے۔

لیکن ہمارے یہاں ایک عرصہ سے امام غزالی رحمہ اللہ کی متعدد کتب کے تراجم شائع اور عام ہونے

کی وجہ سے بہت سی باتیں شہرت اختیار کرچکی ہیں، بالخصوص صوفیائے کرام کے طبقے میں ان باتوں کی بڑی شہرت ہے، جس پر محققین کی طرف سے تنبیہ کرنے کی خاص ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطافرمائے۔ آمین۔ ؎

؎ وكان مما يؤلمنى أن كثيراً من الجهّال يظنون أن كل ما فى هذا الكتاب الموسوم: (إحياء علوم الدين) من عيوب إنما هو فى الأحاديث الواهية التى استدل بها وروّجها، وأن تخريج العراقى عليه يجعل الكتاب صالحاً للانتفاع به والقرائة فيه!

وقد بالغ من الجهّال من بالغ فقال فى كتاب الوجيز للغزالى: (لو ادَّعى النبوة لكان معجزة له كافية) نقله الزبيدى (288 - 287 /2)مُقرًّا غير متعقب، وهذه زندقة، وكذلك سمعت بعض الجهال يقول فى الإحياء: (لو اجتمع علماء المسلمين كلهم ما استطاعوا أن يصنفوا مثله!)، وهذه زندقة أخرى.

وما درى المساكين لجهلهم وغبائهم —وما أقبح الجهل والغباء إذا اجتمعا وكانت العصبية ثالثهما— أن الرجل عالة فى كتابه هذا على غيره: — فقد نقل كتاب أبى طالب المكى (قوت القلوب) بحروفه.

— وسطا على كتب الحارث المحاسبى.

— ونسخ كتاب العزلة للخطابى.

وغير ذلك كثير، ومن لم يصدق فليراجع هذه الكتب على كتاب هذا الرجل ليجدها هناك نسخة ثانية وضع عليها اسمه ولم يشر لا فى أول كتابه ولا آخره إلى من نقل عنه.

هذا إذا كان كتابه صالحاً، فكيف وفيه من السموم ما هو كاف أن يفسد البلاد والعباد من جنس كلام أهل الإلحاد والاتحاد، ولولا خشية الإطالة لسردت لك كلام أهل العلم فى زمانه وبعد زمانه ممن هم كلمة إجماع عند الناس فى ذم هذا الكتاب وبيان ما فيه من ضلالات فى العقائد والعبادات والأخلاق، على أنهم مع ذلك لم يستوعبوا فى ردهم كل ما فيه من مَيْل، ولو شئنا تتبع ذلك لكانت مجلدات.

ويكفيك إلى حين سرد أسمائهم ومواطن ذكر كلامهم من سير الذهبى:

— عبد الغافر الفارسى المؤرخ 326 /19– 327

— محمد بن الوليد الطرطوشى وكان إماماً عالماً زاهداً .(496 - 494 /19)...

وقد ألف رسالة قوية فى ذم الإحياء، وقال عنه:(هذا إماتة علوم الدين).

— فلما رأيت الكتاب على هذه المنزلة، ورأيت أن تخريج أحاديثه على حاشيته أو فى ثنايا شرحه يجعل الجاهل والعالم كلاهما يقبل عليه فيقع فيه، ومن كان من أهل السنة وقصده لاستخراج ما فيه من تخريج حديث ضاق صدره بما فيه من خروج عن الحديث:لما رأيتُ ذلك أحببتُ أن أستخرج [تخريج الأحاديث] وحده مرتباً على أبوابه ملحقاً به فهارس هذه الأحاديث على الحروف لتسهيل الانتفاع به .

وأما الغزالى نفسه فقد قال ابن تيمية (رحمه الله تعالى)فى مواطن من كتبه: (قيل: إنه تاب فى آخر عمره وعكف على كتب الحديث)، وهذا القول ذكره عبد الغافر الفارسى فى سياق تاريخ نيسابور قال:(وكان خاتمة أمره إقباله على طلب الحديث ومجالسة أهله ومطالعة الصحيحين).

ذكره الذهبى فى السير 318 /19)و 319و 325– 326)، لكنه لا يدل على توبة، ولم يؤلف بعده شيئاً ولا تبرأ من كتبه، على أننا حين نذكر أهل البدع ونذمهم لا نحكم عليهم بأعيانهم بنار ولا خلود فيها فلعلّهم تابوا، وأمرهم إلى الله، أما البدع فإن واجب النصح فى الدين فوق كل امرء، والحمد لله على العافية(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، لابى عبدالله محمود بن محمد الحداد، ج ۱ ص ۵ الیٰ ۷، المقدمة)

www.idaraghufran.org

غالبًا امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ کے حوالے پر اعتماد کرتے ہوئے بعد کے بعض مشائخ نے بھی اپنی کتب میں اس کا ذکر کردیا ہے، اور اس کے برعکس احادیث میں جوتے کھڑے ہوکر پہننے کی ممانعت کی تردید بھی کردی ہے۔

’’الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل‘‘ کا حوالہ

چنانچہ ابوالنجا موسیٰ بن احمد مقدسی حنبلی (المتوفیٰ:968ہجری) نے’’الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل‘‘میں فرمایا کہ:

ویکره لبس الأزر والخف والسراويل قائما لا الانتعال (الإقناع فی فقه الإمام أحمد بن حنبل، ج ا ،ص ۹۴،باب ستر العورة وأحكام اللباس)

ترجمہ: اور تہبند اور جوتا اور پائجامہ کھڑے ہوکر پہننا مکروہ ہے، جوتے کھڑے ہوکر پہننا مکروہ نہیں (الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل)

’’الفواكهُ الدوانی‘‘ کا حوالہ

اوراحمد بن غنیم مالکی (المتوفیٰ:1126ہجری) نے’’الفواكه الدوانی‘‘میں فرمایا کہ:

(ولا بأس بالانتعال) أی لبس النعل حال كونه، (قائما) كما يجوز لبسه حالة كونه جالسا فلا بأس للجواز المستوى، وما ورد من النهى عن الانتعال حال القيام فغير صحيح، وعلى الصحة يحمل على ما إذا كان لا يمكن من قيام، نعم قال بعض الشيوخ بورود النهى عن التعمم حال القعود، وعن التسرول حال القيام (الفواكه الدوانی على رسالة ابن أبی زيد القيروانی. لأحمد بن غنيم المالكی ج ۲،ص ۳۱۵)

ترجمہ: اور کھڑے ہوکر جوتے پہننے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ بیٹھ کر جوتے پہننا بھی جائز ہے، پس دونوں عمل برابر جائز ہیں، اور کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی جو ممانعت وارِد ہوئی ہے، تو وہ صحیح نہیں، اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے، تو یہ اس صورت پر محمول ہے، جبکہ

کھڑے ہوکر پہننے کی قدرت نہ ہو،البتہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ عمامہ بیٹھ کر پہننے اور پائجامہ کھڑے ہوکر پہننے کی ممانعت وارد ہوئی ہے(الفواکہ الدوانی)

بعض دیگراہلِ علم نے بھی اپنی کتب میں امام غزالی رحمہ اللہ کی اس بات کا ذکر کیا ہے،اور یہ سلسلہ نقل درنقل آگے چلتا رہا،اورشہرت اختیارکرتا رہا۔ [1]

بعض اہلِ علم نے پائجامہ کھڑے ہوکر پہننے کی کراہت کی وجہ میں انکشافِ عورت کے خوف کو،اور خفین کے کھڑے ہوکر پہننے کی کراہت کی وجہ میں فقر پیدا ہونے کے قول کو ''قیل'' کے ساتھ ذکر کیا ہے،جس سے اس قول کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ ہے،اوراس کی بظاہر وجہ یہی ہے کہ کھڑے ہوکرخفین پہننے سے فقرلاحق ہونے کا کسی معتبر نص میں ذکر نہیں پایا جاتا،اورکھڑے ہوکر خفین پہننا کوئی گناہ بھی نہیں کہ اس پر گناہ کی بے برکتی کو مرتب قرار دیا جائے۔

اوران حضرات نے ساتھ ہی کھڑے ہوکر جوتے پہننے کے مکروہ ہونے کی نفی میں عادت جاری ہونے کوذکرکیا ہے۔ [2]

---

[1] قال صاحب المدخل :وعليک أن تتسرول قاعدا وتتعمم قائما(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،ج۷،ص۲۷۷۸،كتاب اللباس)

وقد قال الشيخ الإمام أبو حامد الغزالی -رحمه الله -فی كتاب الأربعين له :اعلم أن مفتاح السعادة فی اتباع السنة والاقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم -فی جميع مصادره وموارده وحركاته وسكناته حتى فی هيئة أكله وقيامه ونومه وكلامه لست أقول ذلک فی آدابه فقط؛ لأنه لا وجه لإهمال السنن الواردة فيها بل ذلک فی جميع أمور العادات فبه يحصل الاتباع المطلق كما قال تعالى :(قل إن كنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله) (آل عمران 31 :) وقال تعالى :(وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا) (الحشر: 7) فعليک بأن تتسرول قاعدا وتتعمم قائما(المدخل،لابن الحاج،ج۱،ص۱۷۸،فصل فی اللباس)

ثم نقل(صاحب المدخل) عن الغزالی فی كتاب الأربعين له أن السنة فی التسرول أن يكون قاعدا.

وفی التعميم أن يكون قائما .اهـ .ثم رأيت صاحب المدخل ذكر كلام ابن عبد السلام وبين أنه لا تمسک فيه لما قدمته فيما مر أول هذا الجواب فقال ما حاصله :وما يقوله أهل الوقت من استباحة ما يلبسونه من هذه الثياب أن ذلک بفتواه فإن كان استنادهم فی ذلک لفتواه فهو غلط محض(الفتاوى الفقهية الكبرى،لا بن حجر الهيتمی،ج۱،ص۲۷۹،باب اللباس)

[2] (و) كره (لبس سراويل) قائما خشية انكشاف العورة، (و) لبس (خف) قائما لما قيل :إنه يورث الفقر، (و) لبس (إزار قائما) خشية أن يبدو منه ما يجب ستره.

و (لا) يكره (انتعال) قائما جريا على العادة(مطالب أولی النهی فی شرح غاية المنتهی،لمصطفى بن سعد بن عبده السيوطی الحنبلی،ج۱،ص۳۵۲،فصل فی جملة من أحكام اللباس فی الصلاة وغيرها)

www.idaraghufran.org

اور یہ بات ظاہر ہے کہ کھڑے ہوکر جوتا پہننے کی عادت اس قسم کے جوتوں میں ہی جاری ہے، جن کو کھڑے ہوکر پہننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی، جیسا کہ آج کل کے مروجہ جوتوں کا حال ہے۔

کما مر۔

اور بعض اہلِ علم نے عمامہ کھڑے ہوکر پہننے، اور پائجامہ بیٹھ کر پہننے کو مستحب قرار دیا ہے، جس کی خلاف ورزی کو فقر ونسیان پیدا ہونے کا سبب کہا ہے، لیکن اس کی دلیل انہوں نے بھی ذکر نہیں کی۔ [1]

اس کے متعلق پہلے ہی ذکر کیا جاچکا ہے، جس پر مزید کلام کی ضرورت نہیں۔

اس کے علاوہ بعض نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ جس نے عمامہ بیٹھ کر اور پائجامہ کھڑے ہوکر پہنا، تو اس کو اللہ تعالیٰ ایسی بلاء میں مبتلا فرمادے گا، جس کی کوئی دوا نہ ہوگی۔ [2]

لیکن اس حدیث کا بھی کتبِ حدیث میں کوئی معتبر وجود اور اتہ پتہ نہیں ملتا، لہٰذا ان باتوں پر عقیدہ نہیں رکھا جاسکتا ''ومن ادعیٰ فعلیه البیان''

اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغیر سند کے کسی بات کی نسبت کرنا درست نہیں، اور ہم نے ایسی کئی باتوں کا مشاہدہ کیا، جو احادیث وسنت کے عنوان سے معاشرہ میں غیر معمولی شہرت وقبولیت حاصل کرچکی ہیں، لیکن وہ بالکل بے سند اور من گھڑت باتیں ہیں، اہلِ علم حضرات کو ان باتوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونے کی سخت ضرورت ہے، جس کے لیے ''ہمتِ مرداں، مددِ خدا'' کی ضرورت ہے۔

البتہ ابن عبدالہادی حنبلی (المتوفی: 909ہجری) نے ''التخریج الصغیر والتحبیر الکبیر'' میں ''جزء المناهي، لأبي أيوب الخزاعي'' کے حوالے سے پائجامہ کھڑے ہوکر اور عمامہ بیٹھ کر پہننے کے بجائے، کھڑے ہوکر جوتے پہننے کے متعلق اس حدیث کا بغیر سند کے ذکر کیا

[1] ويندب التعمم قائما والتسرول جالسا لأن عكسهما يورث الفقر والنسيان (حاشية قليوبى، ج ١، ص ٣٥١، فصل يحرم على الرجل استعمال الحرير بفرش وغيره)

[2] التعمم: (عمامة يعنى دستار برسر بستن). قال النبى من تعمم قاعدا وتسرول قائما ابتلاه الله تعالى ببلاء لا دواء له (دستور العلماء أو جامع العلوم فى اصطلاحات الفنون، للقاضى عبد رب النبى نكرى، ج ١، ص ٢٢٣، حرف التاء)

www.idaraghufran.org

ہے کہ ”کھڑے ہوکر جوتے پہننے والے کے بارے میں یہ خوف ہے کہ اسے کوئی ایسا مرض لاحق ہوجائے، جس کی کوئی دوانہ ہو“ [1]

لیکن ابوایوب خزاعی کے حوالے سے اس حدیث کی کوئی سند دستیاب نہیں ہوئی۔

نیز حکیم ترمذی محمد بن علی نے ”المنهيات“ میں بغیر سند کے اسی بات کا ذکر کیا ہے، اوراس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ”بدن کا سارا زور پیروں پر ہوتا ہے، اور جب کھڑے ہوکر جوتا پہنا جاتا ہے، تو ایک پاؤں کا اٹھانا ضروری ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بدن کا سارا زور ایک پاؤں پر آجاتا ہے، اور جسم کی رَگوں میں اضطراب پیدا ہوجاتا ہے، اوراس کی بنا پر بیماری کے پیدا ہونے سے حفاظت مشکل ہوجاتی ہے۔ [2]

لیکن اولاً تو اس حدیث کی سند کا سامنے ہونا ضروری ہے، جو کہ ندارد ہے، دوسرے مذکورہ حضرات سے یہ بات پائجامے کے بجائے جوتے کے بارے میں منقول ہے، تیسرے طبی اعتبار سے بھی یہ بات محلِ نظر ہے، کیونکہ عام جوتوں کے پہننے کے لیے ایک قدم تقریباً اتنے معمولی وقت کے لیے زمین سے اٹھتا ہے، جتنی دیر کے لیے چلتے ہوئے ہر قدم اُٹھتا ہے، اور جس وقت ایک قدم اٹھا ہوا ہوتا ہے، تو دوسرا قدم ہی زمین پر ہوتا ہے، جس کو طبی اعتبار سے ”مضر“ قرار دینا فطرت وعادتِ انسانی کے خلاف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے نماز میں بھی بلاعذر ایک پاؤں پر قیام کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے،

---

[1] حديث :نهى أن ينتعل الرجل وهو قائم، وقال " :إنى أخاف أن يحدث به داء لا دواء له" فى "جزء المناهى "لأبى أيوب الخزاعى(التخريج الصغير والتحبير الكبير ،مطبوع ضمن مجموع رسائل ابن عبد الهادى، ج٣،ص١٨٨ ،حرف النون)

[2] وأما قوله :نهى أن ينتعل الرجل وهو قائم -وقال :إنى أخاف أن يحدث به داء لا دواء له.
فقد بين العلة فيه؛ فللجسد عليک حق، فإذا حملت عليه ما لا يطيق، فحدث به داء ؛ فقد ظلمته.
وإنما جعل قوام البدن على الرجلين، فإذا انتعلت قائما، لم تجد بدا .من أن ترفع قدما لتنعلها، فصار حمل البدن على رجل واحدة؛ فاضطربت العروق، فإذا اضطربت العروق، لم يؤمن أن يحدث داء ؛ لأن العروق مجارى الدم ومجارى الريح؛ فإذا تضايقت فى حال الاضطراب، هاج الدم، وهاجت الرياح؛ فربما وقعت فى مرض لا تخرج منه أبدا، وربما فاض الدم من العروق إذا اختنق العرق عند تضايقه من مكانه؛ فصار الدم علقة، فإذا صار علقة لم يجر، وكان دمه فاسدا، وربما انكمشت الرياح الحادثة، وهاجت الساكنة(المنهيات،للحكيم الترمذى،ص٢٧ ،الانتعال قائما)

www.idaraghufran.org

لیکن اگر اس طرح طویل قیام نہ کیا جائے، بلکہ معمولی طور پر ہو، یا ایک پاؤں پر زور دے کر سیدھا کھڑا ہوا جائے، تو پھر بعض فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق مکروہ بھی نہیں، اور اگر نماز میں طویل قیام کرنا ہو، جس کی وجہ سے درمیان میں کچھ وقت کے لیے ایک پاؤں پر قیام کیا، یا زور دیا جائے، تو بھی مکروہ نہیں، کیونکہ اس صورت میں یہ عمل عذر میں داخل ہوسکتا ہے۔ [1]

اور جب نماز میں یہ حکم ہے، تو غیر نماز میں، اور وہ بھی جوتے پہننے کی ضرورت کے پیشِ نظر، بالخصوص جبکہ کوئی ضرر بھی لاحق نہ ہو، اس کو کیونکر مکروہ اور ایسی بیماری کا باعث قرار دیا جاسکتا ہے، جس کی کوئی دوا بھی نہ ہو، اور اگر اس طرح کی کوئی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتی، تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین سے اس کے خلاف کیونکر ثابت ہوتا؟

اس لیے ہمیں کھڑے ہو کر جوتے پہننے کے متعلق حکیم ترمذی کی طرف سے بیان کردہ مذکورہ توجیہ

---

[1] ويكره القيام على أحد القدمين فى الصلاة من غير عذر وتجوز الصلاة وللعذر لا تكره كذا فى الفتاوى(الجوهرة النيرة، ج ا ص ٥٠، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ويكره القيام على إحدى القدمين من غير عذر وتجوز الصلاة وللعذر لا يكره .كذا فى الجوهرة النيرة والسراج الوهاج(الفتاوى الهندية، ج ا ،ص ٦٩،كتاب الصلاة،الباب الرابع،الفصل الأول)

ويكره التمايل على يمناه مرة وعلى يسراه أخرى .كذا فى الذخيرة.

ويكره التراوح بين القدمين فى الصلاة إلا بعذر وكذا القيام بإحدى القدمين .كذا فى الظهيرية(الفتاوى الهندية، ج ا ،ص١٠٨ ،كتاب الصلاة،الباب السابع،الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة وما لا يكره)

وفى الظهيرية وروى عن الإمام التراوح فى الصلاة أحب إلى من أن ينصب قدميه نصبا فيما فى منية المصلى من كراهة التمايل يمينا ويسارا محمول عن التمايل على سبيل التعاقب من غير تخلل سكون كما يفعله بعضهم حال الذكر لا الميل على إحدى القدمين بالاعتماد ساعة ثم الميل على الأخرى كذلك بل هو سنة ذكره ابن أمير حاج وكذا ما فى الهندية عن الظهيرية وما فى البناية عن الكشف من كراهة التراوح محمول على ما تقدم(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،ص ٢٦٢ ،كتاب الصلاة،فصل فى بيان سننها)

وتفسير التراوح :أن يعتمد المصلى على قدم مرة وعلى الأخرى مرة أخرى :أى مع وضع القدمين على الأرض بدون رفع إحداهما(رد المحتار على الدر المختار، ج ا ،ص ٥٢،مقدمة)

وصرح الشافعية بكراهة القيام على رجل واحدة، لأنه تكلف ينافى الخشوع، إلا إن كان لعذر كوجع الأخرى فلا كراهة.

كما نص المالكية على كراهة رفع الرجل عن الأرض إلا لضرورة كطول القيام، كما يكره عندهم وضع قدم على أخرى لأنه من العبث، ويكره أيضا إقرانهما .ونص الحنابلة على كراهة كثرة المراوحة بين القدمين؛ لما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إذا قام أحدكم فى صلاته فليسكن أطرافه، ولا يتميل كما يتميل اليهود .قال فى شرح المنتهى: وهو محمول على ما إذا لم يطل قيامه، أما قلة المراوحة فتستحب عندهم ولا تكره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧ ص١٠٨، ١٠٩، مادة " صلاة ")

وتعلیل کے بجائے وہی توجیہ وتعلیل راجح معلوم ہوتی ہے، جو پیچھے جمہور اہلِ علم کے حوالے سے گزری، اوران سے اس توجیہ وتعلیل کا ذکر نہیں ملتا۔

پیچھے مختلف احادیث کے حوالے سے جوتے کھڑے ہوکر پہننے کی ممانعت اوراس کی توجیہ وتعلیل کا ذکر گزر چکا ہے، لہٰذا بعض اہلِ علم کا اس کو غیر صحیح قرار دینا تو درست نہیں، اوراس کے برعکس عمامہ بیٹھ کراور پائجامہ کھڑے ہوکر پہننے کو ممنوع قرار دینا بھی راجح نہیں، جیسا کہ پیچھے گزرا۔

اوراگر کھڑے ہوکر پائجامہ ولنگی پہننے کی ممانعت کو جوتے کھڑے ہوکر پہننے کی ممانعت پر قیاس کیا جائے، تب بھی اولاً تو جوتے والی علت مکمل طور پر یہاں صادق نہیں آتی، اوراگرکسی جہت سے صادق مانا جائے، تو بھی زیادہ سے زیادہ، مقیس علیہ کی ممانعت جس درجے کی ہوگی، مقیس کی ممانعت اس سے زیادہ درجے کی ثابت نہیں ہوسکتی، اور جس قسم کی علت مقیس علیہ میں پائی جاتی ہے، اسی قسم کی علت مقیس میں بھی پایا جانا ضروری ہوگا، جیسا کہ قیاس کا مشہور قاعدہ ہے، اوراس کو نظر انداز کرکے کھڑے ہوکر پائجامہ یا لنگی پہننے کی مطلق ممانعت یا کراہت کو بیان کرنا، اوراوپر سے اس حکم میں تشدد اختیار کرنا درست نہ ہوگا۔

پھر یہ قیاس بھی پائجامہ وتہبند کا بعض جہات سے قابلِ اعتبار قرار دیا جاسکتا ہے، جہاں تک عمامہ کو کھڑے ہوکر پہننے کے حکم کا تعلق ہے، اس کا جوتے پر قیاس بعض جہات سے بھی درست نہیں، کیونکہ عمامہ کو بیٹھ کر پہننے کے بجائے کھڑے ہوکر پہننے کا حکم دیا جارہا ہے، جوکہ پائجامہ وتہبند سے مختلف حکم ہے، اوراس کے لیے نہ تو نص سے کوئی معتبر ثبوت پایا جاتا، اورنہ ہی اس طرح کے قیاس سے، لہٰذا اس کو بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر حسبِ ضرورت وحسبِ سہولت پہننا برابر ہوا۔

خلاصۂ کلام

خلاصہ یہ کہ معتبر احادیث میں کھڑے ہوکر جوتے پہننے کی ممانعت آئی ہے، لیکن بعض روایات سے اس کا جواز بھی ثابت ہے، اورمحدثینِ عظام نے اس کا جو درجہ اور جو علت بیان فرمائی ہے، یہ حکم اپنے درجے پر رہتے ہوئے اس علت کے ساتھ ہی دائر ہوگا، اورعلت کو نظر انداز کرکے ممانعت کا مطلق حکم اخذ یا بیان کرنا، اوراس پر تشدید وسختی کرنا درست نہ ہوگا۔

www.idaraghufran.org

جبکہ کھڑے ہوکر عمامہ پہننے اور بیٹھ کر پائجامہ یا لنگی پہننے کا حکم کسی مرفوع حدیث میں وارِد نہیں ہوا، البتہ امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ کے حوالے سے اس کا حکم ملتا ہے، جس کو مرفوع حدیث یا سنت کا درجہ دینا درست نہیں، اور اگر اس کو جوتے کھڑے ہوکر پہننے کی ممانعت پر قیاس کیا جائے، تب بھی ایک تو اس قیاس کا من کل الوجوہ ثابت ہونا مشکل ہے، دوسرے اس کو منصوص حکم سمجھنا درست نہیں ہوگا، تیسرے یہ حکم اپنے درجے کے مطابق اپنی علت کے ساتھ دائر ہوگا، اور اس کو اپنے درجے سے بڑھانا اور اس پر تشدد اختیار کرنا درست نہ ہوگا، جیسا کہ بعض عوام اور بہت سے اہلِ علم حضرات کا طرزِ عمل ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں عوام میں بیان کرکے ان کے لیے تشویش پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں، اوپر سے ان کا طرزِ عمل یہ ہے کہ جوتے کھڑے ہوکر ممانعت کا جو حکم منصوص ہے، اس کی طرف تو متوجہ نہیں ہوتے، اور نہ ہی خود اس پر عمل کا اہتمام کرتے، اور نہ ہی اس کی عوام میں تبلیغ وتشہیر کرتے، اور نہ ہی اس کی خلاف ورزی کرنے والے پر نکیر کرتے، اور اس کے برعکس ایک غیر منصوص حکم پر نکیر کو اپنا مشغلہ بنا کر تشویش واضطراب پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

اس کے بجائے پائجامہ یا عمامہ وغیرہ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر پہننے کے حکم کو موقع ومحل کی مناسبت اور عوام کی سہولت پر چھوڑ دینا چاہیے کہ جس کو جس موقع ومحل پر جو طریقہ زیادہ احوط واسہل معلوم ہو، اس پر بلا کھٹک عمل کرنا جائز ہے، جس کی خلاف ورزی میں کوئی ممانعت نہیں۔

اللہ تعالیٰ غلو وتشدد پر مبنی طرزِ عمل کی اصلاح اور اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

محمد رضوان خان 11/شوال المکرّم/1440ہجری۔ بمطابق 15/جون/2019ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ضمیمہ:...... پہلے قمیص یا پاجامہ پہننے کا حکم

جسم پر مکمل لباس پہننے کے وقت قمیص پہلے پہنی جائے یا پاجامہ؟ تو اس میں گنجائش دونوں کی پائی جاتی ہے، کیونکہ شریعت کی طرف سے لباس پہننے اور ستر چھپانے کا تو حکم ہے، لیکن پہلے قمیص یا پاجامہ پہننے کا حکم نہیں، بلکہ ہر ایک کے لیے قمیص اور پاجامہ پہننے کا حکم بھی نہیں۔

البتہ ابورہم سماعی رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک حدیث میں پاجامے سے پہلے قمیص پہننے کو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ [1]

محدثین نے فرمایا کہ انبیائے کرام کی قمیص چونکہ پورے ستر بلکہ جمیع بدن کو چھپالیتی ہے کہ وہ گھٹنوں سے نیچے تک ہوتی ہے، اور اگر کوئی اس طرح کی قمیص پہننے کے بعد پاجامہ نہ پہنے، تب بھی اس کا

---

[1] حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، نا أَبُو مُطِيعٍ مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى، نا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ السَّمَاعِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَسْرَقِ السُّرَّاقِ مَنْ يَسْرِقُ لِسَانَ الْأَمِيرِ وَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْخَطَايَا مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ، وَإِنَّ مِنْ أَفْضَلِ الْحَسَنَاتِ لَعِيَادَةَ الْمَرْضَى، وَإِنَّ مِنْ تَمَامِ عِيَادَتِهِ أَنْ تَضَعَ يَدَكَ عَلَيْهِ وَتَسْأَلَهُ كَيْفَ هُوَ وَإِنَّ أَفْضَلَ الشَّفَاعَةِ أَنْ تَشْفَعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي نِكَاحٍ حَتَّى تَجْمَعَ بَيْنَهُمَا، وَإِنَّ مِنْ لُبْسَةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ الْقُمُصُ قَبْلَ السَّرَاوِيلِ وَأَنْ يُسْتَجَابَ بِهِ الدُّعَاءُ عِنْدَ الْعُطَاسِ (الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم رقم الحدیث ۲۶۳۸)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ نَجْدَةَ، وَأَبُو زَيْدٍ الْحَوْطِيَّانِ، قَالَا: ثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى الْأَطْرَابُلُسِيُّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَعِيدٍ التُّجِيبِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْخَيْرِ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ السَّمَعِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَسْرَقِ السُّرَّاقِ مَنْ يَسْرِقُ لِسَانَ الْأَمِيرِ، وَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْخَطَايَا مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَإِنَّ مِنَ الْحَسَنَاتِ عِيَادَةَ الْمَرِيضِ، وَإِنَّ مِنْ تَمَامِ عِيَادَتِهِ أَنْ تَضَعَ يَدَكَ عَلَيْهِ وَتَسْأَلَهُ كَيْفَ هُوَ، وَإِنَّ مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَاتِ أَنْ تَشْفَعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي نِكَاحٍ حَتَّى تَجْمَعَ بَيْنَهُمَا، وَإِنَّ مِنْ لُبْسَةِ الْأَنْبِيَاءِ الْقَمِيصُ قَبْلَ السَّرَاوِيلِ، وَإِنَّ مِمَّا يُسْتَجَابُ بِهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ الْعُطَاسُ (المعجم الکبیر رقم الحدیث ۸۴۳، ج۲۲ ص ۳۶)

حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا أحمد بن عبد الوهاب، وأبو زيد الحوطيان، قالا: ثنا علی بن عياش ح وحدثنا سليمان بن أحمد، ثنا أحمد بن المعلى، ثنا هشام بن عمار، قالا: ثنا معاوية بن يحيى الأطرابلسی، عن معاوية بن سعيد التجيبی، عن يزيد بن أبی حبيب، قال: حدثنی أبو الخير مرثد بن عبد الله اليزنی، عن أبی رهم السمعی، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن من أسرق السراق من يسرق لسان الأمير، وإن من أعظم الخطايا من اقتطع مال امرء مسلم بغير حق، وإن من الحسنات عيادة المريض، وإن من تمام عيادته أن تضع يدک عليه وتسأله: كيف هو، وإن من أفضل الشفاعات أن يشفع بين اثنين فی نكاح حتى يجمع بينهما، وإن من لبسة الأنبياء القميص قبل السراويل وإن مما يستجاب به عند الدعاء العطاس "(معرفة الصحابة لابی نعیم ، رقم الحدیث ۱۱۱۵، ۱۱۱۶)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله ثقات وفی بعضهم کلام لا یضر (مجمع الزوائد ج۴ ص ۱۸۱، تحت رقم الحدیث ۲۹۲۲)

ستر بلکہ جمیعِ بدن چھپ جاتا ہے، برخلاف پاجامہ کے کہ اولاً تو وہ پورے ستر کو نہیں چھپاتا، یا مسنون قمیص کی طرح جمیع بدن کو نہیں چھپاتا، اس لیے عام حالات میں اگر کوئی عذر نہ ہو، تو قمیص و پاجامہ دونوں پہننے کی صورت میں پاجامہ سے پہلے قمیص کا پہننا بہتر ہے۔ [1]

تاہم بعض لوگ جو اس سلسلے میں تشدد سے کام لیتے ہیں، اور پاجامہ کو قمیص سے پہلے پہننے کو ضروری درجہ دیتے ہیں، اور اس کی خلاف ورزی کو گناہ کے زمرے میں داخل کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی غیر مسنون لباس مثلاً پینٹ اور شرٹ پہنے، یا بنیان اور پاجامہ وغیرہ پہنے، وہاں بھی شرٹ کو پینٹ سے پہلے اور بنیان کو پاجامہ وغیرہ سے پہلے پہننے کو سنت قرار دیتے ہیں، یہ طرزِ عمل بھی درست نہیں، کیونکہ حدیث میں قمیص اور پاجامہ کے تقابل کی صورت میں قمیص کے پہلے پہننے کو پسند کیا گیا ہے، اور محدثین نے اس کی جو وجہ بیان فرمائی ہے، وہ مروجہ شرٹ پر صادق نہیں آتی، لہٰذا ایسی صورت میں مذکورہ حکم کو لاگو کرنا، ایسا ہی ہوگا، جیسا کہ کوئی چائے اور کولڈ ڈرنک وغیرہ میں

---

[1] (وأن من لبسة الأنبياء) بكسر اللام وضمها أى مما يلبسونه (القميص قبل السراويل) لأنه يستر جميع البدن فهو أهم من السراويل الساتر لأسفله فقط يعني يهتمون بتحصيله ولبسه (وإن مما يستجاب به عند الدعاء العطاس) من الداعي أو من غيره أو مقارنة العطاس للدعاء يستدل به على استجابة ذلك الدعاء وقبوله وقد ورد في الخبر المار أصدق الحديث ما عطس عنده والظاهر المراد أنه عطاس المسلم (طب عن أبى رهم) بضم الراء وسكون الهاء واسمه أحزب بن أسيد (السمعى) ويقال السماعى نسبة إلى السمع بن مالك بكسر المهملة وفتح الميم وقد تسكن وقيل بفتحها وآخره مهملة ذكره ابن أبى خيثمة وغيره فى الصحابة وقال البخارى وابن السمعانى هو تابعى وجزم به فى التجريد قال الهيثمى رجاله ثقات وفى بعضهم كلام لا يضر انتهى وأشار به إلى أن فيه هشام بن عمار ومعاوية بن يحيى الطبرانى وقد أوردهما الذهبى فى الضعفاء وقال الدارقطنى لمعاوية مناكير(فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۲۴۷۳)

(أن من أسرق السراق) أى من أشدهم سرقة (من يسرق لسان الأمير) أى يغلب عليه حتى يصير لسانه كأنه بيده (وأن من الحسنات عيادة) بمثناة تحتية (المريض) أى زيارته فى مرضه ولو أجنبياً (وأن من تمام عيادته أن تضع يدك عليه) أى على شيء من جسده كجبهته أو يده أو المراد موضع العلة (وتسأله كيف هو) أى عن حاله فى مرضه وتدعو له (وأن من أفضل الشفاعات أن تشفع بين اثنين فى نكاح حتى تجمع بينهما) لا سيما المتحابين حيث وجدت الكفائة وغلب على الظن أن فى إصلاحهما خيراً (وأن من لبسة الأنبياء) بكسر اللام وضمها أى مماى لبسونه ويرضون لبسه (القميص قبل السراويل) يعنى يهتمون بتحصيله ولبسه قبله لأنه يستر جميع البدن فهو أهم مما يستر أسفله فقط وفيه أن السراويل من لباس الأنبياء (وأن مما يستجاب به عند الدعاء العطاس) من الداعى أو غيره يعنى أن مقارنته للدعاء يستدل بها على استجابته (طب) عن أبى رهم السمعى نسبة إلى السمع ابن مالك قال الشيخ حديث صحيح(السراج المنير شرح الجامع الصغير فى حديث البشير النذير للشيخ على بن احمد العزيزى)

www.idaraghufran.org

تقابل کر کے ایک کے مقدم اور دوسرے کے مؤخر ہونے کے سنت ہونے کا حکم لگائے۔

ظاہر ہے کہ یہ حکم اس لیے درست نہیں ہوگا کہ ان میں سے کوئی سی چیز بھی بذاتِ خود سنت نہیں۔

فقط وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

محمد رضوان خان 03/شعبان المعظم/1440ھجری۔بمطابق 09/اپریل/2019ء، بروز منگل

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77

وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

عدنان احمد خان

0345-5067603

الفهد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فون: 051-5961624

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

قبر پر پھول ڈالنا

قبروں پر چراغ اور اگربتی وغیرہ جلانا اور قبروں پر چادریں وغیرہ چڑھانا ممنوع ہے، اس کے بجائے یہی روپیہ پیسہ کسی غریب و مستحق کو صدقہ کر کے اس کا مومن میت کو ثواب پہنچا دینا چاہئے۔

البتہ قبر پر کوئی شاخ گاڑنا یا پودا اُگانا جائز ہے۔

اور قبر پر سبز یا تازہ ہرے خوشبودار پھول، مثلاً گلاب وغیرہ کے تازہ پھول یا گلاب وغیرہ کی تازہ پتیاں ڈالنا، حنفیہ کے مشہور قول کے مطابق، مکروہ ہے۔ [1]

لیکن بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ نہیں، جن میں بعض مشائخِ حنفیہ بھی داخل ہیں۔ [2]

---

[1] يـوضـع على القبر حصى، وعند رأسه حجر أو خشبة :أمـا وضـع الحصى فلما رواه الشافعي مرسلا أنه وضـعه على قبر ابنه إبراهيم وروى أنه رأى على قبره فرجة فأمر بها فسدت، وقال :إنها لا تضر ولا تنفع، وإن العبـد إذا عمل شيئا، أحب الله منه أن يتقنه .وأمـا وضـع الحجر ونحوه لتعليم القبر، فللحديث المتقدم :أنه صلى الله عليه وسلم وضع عند رأس عثمان بن مظعون صخرة، وقال :أتعلم بها قبر أخي، وأدفن إليه من مات من أهلي.

لا يـجـوز اتـخاذ السرج على القبور، لقول النبي صلى الله عليه وسلم :لـعن الله زوارات القبور، والمتخذين عـليها الـسـرج (الـفـقـه الاسـلامـي و ادلـتـهٔ للزحيلي، ج ٢، ص ١٥٥٤، القسم الاول، الباب الثانى، الفصل العاشر، المبحث الثامن، المطلب الثانى، الفرض الرابع)

قـال الشـافعية : لا بأس بتطييب القبر، وقالوا أيضا مع الحنابلة والحنفية :ويندب أن يرش القبر بماء، ويسن وضـع الـجـريـد الأخضر والريحان ونـحوه من الشيء الرطب على القبر حفظا لترابه من الاندراس، ولا يجوز لـلـغير أخذه من على القبر قبل يبسه؛ لأن صاحبه لم يعرض عنه إلا عند يبسه، لزوال نفعه الذى كان فيه وقت رطـوبتـه، وهـو الاسـتـغـفـار (الـفقه الاسلامى و ادلتهٔ للزحيلي، ج ٢، ص ١٥٥٩، القسم الاول، الباب الثانى، الفصل العاشر، المبحث الثامن، المطلب الثانى، الفرض الرابع)

[2] (تتمة) يـكـره أيـضـا قـطـع الـنبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس كما في البحر والدرر وشرح المنية وعلله في الإمداد بأنه ما دام رطبا يسبح الله -تعالى- فيؤنس الميت وتنزل بذكره الرحمة اهـ ونحوه في الخانية.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورشافعیہ وغیرہ کے نزدیک قبر پر ہری شاخ یا تازہ قدرتی پھول ڈالنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ مستحب ہے۔ [1]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں ہے کہ:

حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دو قبروں کے پاس سے گزرے، اور ان دونوں قبر کی میت پر عذاب کیا جاتا تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں میت پر عذاب کیا جاتا ہے، اس چیز کی وجہ سے کہ ان پر شاخ نہ تھی، پھر خرمے کے درخت کی ایک شاخ طلب فرمائی، اور اس کو درمیان سے شق

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أقول :ودليله ما ورد فى الحديث من وضعه -عليه الصلاة والسلام -الجريدة الخضراء بعد شقها نصفين على القبرين اللذين يعذبان .وتعليله بالتخفيف عنهما ما لم ييبسا :أى يخفف عنهما ببركة تسبيحهما؛ إذ هو أكمل من تسبيح اليابس لما فى الأخضر من نوع حياة؛ وعليه فكراهة قطع ذلك، وإن نبت بنفسه ولم يملك لأن فيه تفويت حق الميت .ويؤخذ من ذلك ومن الحديث ندب وضع ذلك للاتباع ويقاس عليه ما اعتيد فى زماننا من وضع أغصان الآس ونحوه، وصرح بذلك أيضا جماعة من الشافعية، وهذا أولى مما قال بعض المالكية من أن التخفيف عن القبرين إنما حصل ببركة يده الشريفة -صلى الله عليه وسلم -أو دعائه لهما فلا يقاس عليه غيره .وقد ذكر البخارى فى صحيحه أن بريدة بن الحصيب -رضى الله عنه -أوصى بأن يجعل فى قبره جريدتان، والله تعالى أعلم (رد المحتار، ج ٢، ص ٢٣٥، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فى وضع الجريد ونحو الآس على القبور)

وأما إنكار الخطابى وقوله: " لا أصل له "ففيه بحث واضح، إذ هذا الحديث يصلح أن يكون أصلا له، ثم رأيت ابن حجر صرح به وقال قوله: " لا أصل له "ممنوع، بل هذا الحديث أصل أصيل له، ومن ثم أفتى بعض الأئمة من متأخرى أصحابنا بأن ما اعتيد من وضع الريحان والجريد سنة لهذا الحديث اهـ .(مرقاة المفاتيح، ج ١ ص ٣٧٦، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء)

[1] ويسن وضع الجريد الأخضر على القبر وكذا الريحان ونحوه من الشىء الرطب، ولا يجوز للغير أخذه من على القبر قبل يبسه لأن صاحبه لم يعرض عنه إلا عند يبسه لزوال نفعه الذى كان فيه وقت رطوبته وهو الاستغفار، وأن يضع عند رأسه حجرا أو خشبة أو نحو ذلك لأنه -صلى الله عليه وسلم -وضع عند رأس عثمان بن مظعون صخرة وقال :أتعلم بها قبر أخى لأدفن إليه من مات من أهلى ويندب جمع أقارب الميت فى موضع واحد من المقبرة لأنه أسهل على الزائر، والدفن فى المقبرة أفضل منه بغيرها لينال الميت دعاء المارين والزائرين، ويكره المبيت بها لما فيها من الوحشة(تحفة الحبيب على شرح الخطيب، ج ٢، ص ٣٠٠، فصل فى الجنازة)

قوله :(من الشىء الرطب) عمومه شامل لنحو عروق الجزر كورق الخس بالسين المهملة واللفت؛ لأنه يخفف عن الميت ببركة تسبيحه(حاشية البجيرمى على الخطيب، ج ٢، ص ٣٠٠، فصل فى الجنازة)

www.idaraghufran.org

فرمایا،اورآدھاآدھادونوں قبروں پر رکھ کرفرمایا کہ:

يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ مَا لَمْ يَيْبَسَا

’’یعنی تخفیف کیا جائے گاان دونوں میت کا عذاب، جب تک یہ دو حصے شاخ کے خشک نہ ہوں گے‘‘۔

اس حدیث کی مراد میں علماء میں باہم اختلاف ہے،بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ امر،وقت کی تعیین کے لیے وقوع میں آیا ہے کہ اس وقت تک عذاب میں تخفیف کی جائے گی، یعنی یہ حکم خاص ان ہی دونوں میت کے حق میں تھا،عام نہیں ہے۔

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عام ہے، جب کوئی شخص ایسا کرے گا،تو جب تک شاخ خشک نہ ہوگی،عذاب میں تخفیف ہوگی،اس واسطے کہ سبز شاخ تسبیح کرتی ہے،اور تسبیح کی مقاربت تخفیفِ عذاب کا باعث ہوتی ہے، چنانچہ کانٹا اور گھاس وغیرہ جو قبر پر جم جائے،اگر وہ سبز ہو،یعنی تازہ ہو،تو اس کو وہاں سے نکالنا ممنوع ہے،اس واسطے کہ یہ چیزیں جب تک تر رہتی ہیں،تسبیح کرتی ہیں،اوراس تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے،اور میت کوانس ہوتا ہے،چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرمے کے درخت کی تازہ دوشاخیں قبر پر سرہانے کی جانب رکھ کرفرمایا کہ امید ہے کہ جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں گی،ان کی تسبیح کی برکت سے اس میت کے عذاب میں تخفیف رہے گی،اسی وجہ سے بعض علماء نے بہتر جانا کہ پھول قبر پر رکھا جائے،لیکن یہ بھی کہا ہے کہ اگر اس پھول کی قیمت بطور صدقہ کے دیویں،اوراس کا ثواب اس میت کو پہنچادیں،اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ پھول قبر پر رہیں،اور پھر وہ خشک ہوجاویں،اور ان کا نکال دینا مکروہ نہیں (فتاویٰ عزیزی،ص۱۹۰،باب التصوف،مطبوعہ:ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، طبع جدید:1412ہجری)

پس اگر کوئی قبر پر تازہ پھول یا پھول کی تازہ پتیاں ڈالے،تو اس پر نکیر مناسب معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ یہ اجتہادی واختلافی مسئلہ ہے،جس پر نکیر مناسب نہیں ہوا کرتی۔

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط47 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

دعوتِ موسوی پر چند افراد کا قبولِ اسلام

حضرت موسیٰ نے جادوگروں کے جادو کو ملیامیٹ کرکے اپنی صداقت کی نشانیاں اور معجزات پیش کیے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں، جادوگروں کی شکست وہزیمت ہوئی، اور اس کے بعد جادوگر اسلام لے آئے، لیکن فرعون کی قوم یا بنی اسرائیل میں سے چند آدمیوں کے سوا کسی نے حضرت موسیٰ کی تصدیق نہیں کی، یہ چند لوگ بھی فرعون اور اس کے اراکین سلطنت سے ڈرتے ڈرتے ایمان لائے کہ کہیں یہ لوگ ان کو مصیبت میں نہ ڈال دیں۔

دراصل غلام ہونے کی وجہ سے وہ لوگ فرعون اور اس کے سرداروں کے مظالم سے خوف زدہ تھے، عام طور پر ہر محکوم قوم کے ساتھ اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کے کچھ لوگ اپنی قوم سے غداری کرکے حکمرانوں سے مل جاتے ہیں، اور حکمران انہیں مراعات اور خطابات سے نواز کر ان کی وفاداریاں خرید لیتے ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل میں سے بھی کچھ لوگ فرعون کے ایجنٹ بن چکے تھے، بہرحال بنی اسرائیل کے عام لوگ ایسے مخبروں کے ڈر سے حضرت موسیٰ کے قریب ہونے سے گریز کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو تلقین فرمائی کہ اب مومن ہونے کے بعد تمہارا سہارا، صرف اور صرف اللہ پر ہونا چاہیے، اور اسی پر تم کو مکمل ایمان لانا چاہیے، اس کے جواب میں مومنین کی جماعت نے ''لبیک'' کہا، اور وہ اللہ کے سامنے گڑگڑا کر رحمت و مغفرت کی دعائیں اور ظالموں کے عذاب سے محفوظ رہنے کی التجائیں کرنے لگے۔

چنانچہ سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِہِمْ اَنْ یَّفْتِنَہُمْ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ. وَقَالَ مُوْسٰی

www.idaraghufran.org

يٰقَوۡمِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ. فَقَالُوۡا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ. وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (سورة يونس، رقم الآيات ٨٣ الیٰ ٨٦)

یعنی ’’پھر ہوا یہ کہ موسیٰ پر کوئی اور نہیں، لیکن خود اس کی قوم کے کچھ نوجوان، فرعون ور اپنے سرداروں سے ڈرتے ڈرتے ایمان لائے کہ کہیں فرعون انہیں نہ ستائے، اور یقیناً فرعون زمین میں بڑا زور آور تھا، اور وہ ان لوگوں میں سے تھا، جو کسی حد پر قائم نہیں رہتے۔ اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان لے آئے ہو، تو پھر اسی پر بھروسہ رکھو، اگر تم فرمانبردار ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کرلیا ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ان ظالم لوگوں کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈالیے۔ اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے دیجیے‘‘۔

قرآن مجید کی ان آیات میں لفظ ’’ذُرِّيَّةٌ‘‘ استعمال ہوا ہے، جس کے معنیٰ اولاد کے ہیں، جس سے مراد اس قوم کے کچھ لوگ ہیں۔ [1]

اس خاص لفظ کے استعمال سے جو بات قرآن مجید بیان کرنا چاہتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس پر خطر زمانے میں حق کا ساتھ دینے اور حق بات کہنے والے کو اپنا رہنما تسلیم کرنے کی جرأت، صرف چند گنے چنے حضرات نے تو کی، مگر اس قوم کے سرکردہ افراد اور قوم کے سن رسیدہ لوگوں کو اس کی توفیق نصیب نہ ہوئی، ان پر مصلحت پرستی اور دنیوی اغراض کی خواہش کچھ اس طرح چھائی رہی کہ وہ ایسے حق کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوئے، جس کا راستہ ان کو خطرات سے پر نظر آ رہا تھا، بلکہ وہ الٹا ان چند گنے چنے حضرات ہی کو روکتے رہے کہ حضرت موسیٰ کے قریب نہ جاؤ، ورنہ تم خود بھی فرعون کے غضب میں مبتلا ہوگے اور ہم پر بھی آفت لاؤ گے۔ [2]

---

[1] والذرية: اسم يقع على القليل من القوم، قال ابن عباس: الذرية القليل وقيل المراد به التصغير وقلة العدد (تفسير الخازن، ج ٢ ص ٤٥٦، سورة يونس)

[2] یہ بات خاص طور پر قرآن نے نمایاں کر کے اس لیے پیش کی ہے کہ مکہ کی آبادی میں سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے جو لوگ آگے بڑھے تھے، وہ قوم کے بڑے بوڑھے اور سن رسیدہ لوگ نہ تھے، بلکہ چند باہمت حضرات ہی تھے، وہ ابتدائی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

’’رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ‘‘ آیت کے اس حصے میں ان نوجوانوں کی یہ دعا کہ ’’ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا‘‘ بڑے وسیع مفہوم پر حاوی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ مسلمان جو اِن آیات کے نزول کی وقت ساری قوم کی شدید مخالفت کے مقابلے میں، صداقتِ اسلامی کی حمایت کر رہے تھے، اورظلم وستم کے اس طوفان میں جن کے سینے اسلام کے لیے سپر بنے ہوئے تھے، ان میں مصلحت کش بوڑھا یا قوم کا سردار کوئی نہ تھا، سب کے سب عام اور نوجوان لوگ ہی تھے، حضرت علی ابن ابی طالب، جعفر طیار، زبیر، سعد بن ابی وقاص، مُصعب بن عُمَیر، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، بلال، صُہَیب، ابوعبیدہ بن جراح، زید بن حارثہ، عثمان بن عفان اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم وغیرہ سارے حضرات نے نوجوانی یا کم عمری میں اسلام قبول کیا، سب سے زیادہ سن رسیدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، اوران کی عمر بھی ایمان لانے کے وقت ۳۸ سال سے زیادہ نہ تھی۔

وقال ابن إسحاق: أول ذكر آمن بالله ورسوله على بن أبى طالب وهو يومئذ ابن عشر سنين.

قال أبو عمر: قيل: أسلم على وهو ابن ثلاث عشرة سنة، وقيل: ابن اثنتى عشرة سنة .وقيل: ابن خمس عشرة .وقيل: ابن ست عشرة، وقيل ابن عشر .وقيل ابن ثمان .ذكر عمر بن شبة، عن المدائنى، عن ابن جعدبة ، عن نافع، عن ابن عمر .قال: أسلم على وهو ابن ثلاث عشرة سنة(الاستيعاب لابنِ عبدالبر ، ج٣ص ١٠٩٠٣، تحت رقم الترجمة ١٨٥٥)

كان جعفر أشبه الناس خلقا وخلقا برسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان جعفر أكبر من على رضى الله عنهما بعشر سنين، وكان عقيل أكبر من جعفر بعشر سنين، وكان طالب أكبر من عقيل بعشر سنين .وكان جعفر من المهاجرين الأولين، هاجر إلى أرض الحبشة(الاستيعاب لابنِ عبدالبر ، ج١ ص ٢٤٢، تحت رقم الترجمة ٣٢٧)

يكنى أبا عبد الله .أمه صفية بنت عبد المطلب بن هاشم عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

روى وكيع وغيره، عن هشام بن عروة، قال: أسلم الزبير وهو ابن خمس عشر سنة(الاستيعاب لابنِ عبدالبر ، ج٢ص ٥١٠، تحت رقم الترجمة ٨٠٨)

قال الواقدى: حدثنى سلمة، عن عائشة بنت سعد، عن سعد، قال: أسلمت وأنا ابن تسع عشرة سنة .وروى عنه أنه قال: أسلمت قبل أن تفرض الصلوات(الاستيعاب لابنِ عبدالبر ، ج٢ص٦٠٧، تحت رقم الترجمة٩٦٣)

مصعب بن عمير بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصى بن كلاب بن مرة القرشي العبدرى، يكنى أبا عبد الله .كان من فضلاء الصحابة وخيارهم، ومن السابقين إلى الإسلام، أسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم فى دار الأرقم، وكتم إسلامه خوفا من أمه وقومه(اسد الغابة لابن الاثير، ج٥ص ١٧٥، تحت رقم الترجمة ٤٩٣٦)

أبو عبد الرحمن بن الهذلى، حليف بنى زهرة، وكان أبوه مسعود بن غافل قد حالف فى الجاهلية عبد الله بن الحارث ابن زهرة، وأم عبد الله بن مسعود أم عبد بنت عبد ود بن سواء بن قريم ابن صاهلة من بنى هذيل أيضا، وأمها زهرية قيلة بنت الحارث بن زهرة.

كان إسلامه قديما فى أول الإسلام فى حين أسلم سعيد بن زيد وزوجته فاطمة بنت الخطاب قبل إسلام عمر بزمان(الاستيعاب لابنِ عبدالبر ، ج٣ص٩٨٧، تحت رقم الترجمة١٦٥٩)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گمراہی کے غلبہ وتسلط کی حالت میں جب کچھ لوگ قیامِ حق کے لیے اٹھتے ہیں، تو انہیں مختلف قسم کے ظالموں سے سابقہ پیش آتا ہے، ایک طرف باطل کے اصلی علمبردار ہوتے ہیں، جو پوری طاقت سے ان داعیانِ حق کو کچل دینا چاہتے ہیں، دوسری طرف نام نہاد حق پرستوں کا ایک اچھا خاصا گروہ ہوتا ہے، جو حق کو ماننے کا دعویٰ تو کرتا ہے، مگر باطل کی بالا دستی اور ظلم وستم کے مقابلہ میں اقامتِ حق کی کوشش کو لا حاصل، یا حماقت سمجھتا ہے، اور اس کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنی خیانت کو جو وہ حق کے ساتھ کر رہا ہے، کسی نہ کسی طرح درست ثابت کر دے، اور ان لوگوں کو الٹا، باطل ثابت کرے، جو حق کی دعوت کو لے کر کھڑے ہیں، تیسری طرف عامۃ الناس ہوتے ہیں، جو الگ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہوتے ہیں، اور ان کا ووٹ آخر کار اسی طاقت کے حق میں پڑا کرتا ہے، جس کا پلہ بھاری رہے، خواہ وہ طاقت حق ہو یا باطل۔

اس صورتِ حال میں ان داعیانِ حق کی ہر ناکامی، ہر مصیبت، ہر غلطی، ہر کمزوری اور ہر خامی ان مختلف گروہوں کے لیے مختلف طور پر فتنہ بن جاتی ہے، وہ کچل ڈالے جائیں یا شکست کھا جائیں، تو پہلا گروہ کہتا ہے کہ حق ہمارے ساتھ تھا، نہ کہ ان بے وقوفوں کے ساتھ جو ناکام ہو گئے، دوسرا گروہ کہتا ہے کہ دیکھ لیا! ہم نہ کہتے تھے کہ ایسی بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکرانے کا حاصل چند قیمتی جانوں کی ہلاکت کے سوا کچھ نہ ہوگا، اور آخر کار اس میں اپنے آپ کو ڈالنے کا ہمیں شریعت نے مکلّف ہی کب کیا تھا، دین کے کم سے کم ضروری مطالبات تو ان عقائد واعمال سے پورے ہو ہی رہے تھے، جن کی اجازت فراعنۂ وقت نے دے رکھی تھی، تیسرا گروہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ حق وہی ہے جو غالب رہا۔

اسی طرح اگر وہ اپنی دعوت کے کام میں کوئی غلطی کر جائیں، یا مصائب ومشکلات کی سہار نہ ہونے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یکنی أبا محمد، کان اسمه فی الجاهلیة عبد عمرو، وقیل عبد الکعبة، فسماه رسول الله صلی الله علیه وسلم عبد الرحمن ۔أمه الشفاء بنت عوف بن عبد بن الحارث بن زهرة.

ولد بعد الفیل بعشر سنین، وأسلم قبل أن یدخل رسول الله صلی الله علیه وسلم دار الأرقم، وکان من المهاجرین الأولین(الاستیعاب لابنِ عبدالبر ، ج۲ ص۸۴۴، تحت رقم الترجمة۱۴۴۷)

بلال بن رباح المؤذن،یکنی أبا عبد الله، وقیل أبا عبد الکریم وقیل أبا عبد الرحمن وقال بعضهم: یکنی أبا عمرو، وهو مولی أبی بکر الصدیق رضی الله عنه، اشتراه بخمس أواق، وقیل بسبع أواق، وقیل بتسع أواق ثم أعتقه(الاستیعاب لابنِ عبدالبر ، ج۱ ص۱۷۸ ، تحت رقم الترجمة۲۱۳)

کی وجہ سے کمزوری دکھا جائیں، یا ان سے، بلکہ ان کے کسی ایک فرد سے بھی کسی اخلاقی عیب کا صدور ہوجائے، تو بہت سے لوگوں کے لیے باطل سے چمٹے رہنے کے ہزار بہانے نکل آتے ہیں، اور پھر اس دعوت کی ناکامی کے بعد مدت ہائے دراز تک کسی دوسری دعوتِ حق کے اٹھنے کا امکان باقی نہیں رہتا۔

پس یہ بڑی معنی خیز دعا تھی جو موسیٰ علیہ السلام کے ان ساتھیوں نے مانگی تھی کہ اے اللہ! ہم پر ایسا فضل فرما کہ ہم ظالموں کے لیے فتنہ بن کر نہ رہ جائیں، یعنی ہم کو غلطیوں سے، خامیوں سے، کمزوریوں سے بچا، اور ہماری سعی کو دنیا میں بار آور کر دے، تا کہ ہمارا وجود تیری خلق کے لیے سببِ خیر بنے، نہ کہ ظالموں کے لیے وسیلہ شر۔ [1]

---

[1] فقالوا على الله توكلنا فانهم كانوا مخلصين أصحابا لرسول رب العالمين على نبينا وعليه الصلاة والسلام– ثم دعوا ربهم وقالوا ربنا لا تجعلنا فتنة اى موضع فتنة وعذاب للقوم الظالمين .اى لا تسلطهم علينا فيفتنوننا ويعذبوننا– او المعنى لا تجعلنا سببا لزيادة طغيانهم وكفرهم بان تعذبنا بعذاب من عندك او بايدى قوم فرعون فيقول قوم فرعون لو كان هؤلاء على الحق ما عذبوا وظنوا انهم خير منا(التفسير المظهرى، ج۵ص۵۰، سورة يونس)

TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500 5530555
حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313-4410682 0333
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

طب وصحت　　　"سنوت" میں ہر مرض کی شفاء ہے　　　حکیم مفتی محمد ناصر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا "اِھَالَۃٌ" یعنی چربی استعمال فرمانا

احادیث میں سنوت میں ہر مرض کی شفاء قرار دی گئی ہے، اور سنوت کے مصداق میں محدثین واہلِ علم حضرات نے سمن (یعنی گھی) اور زبد (یعنی مکھن) اور جُبنٌ یا اَقِطٌ (یعنی پنیر) بیان کیا ہے۔

"اِھَالَۃٌ" یعنی چربی کو اہلِ علم حضرات نے اگرچہ سنوت میں شامل اشیاء میں شمار نہیں کیا، مگر کیونکہ گھی، مکھن اور پنیر حیوانی روغنیات میں شامل ہیں، اور "اِھَالَۃٌ" یعنی چربی بھی حیوانی روغنیات میں شامل ہے، اس اعتبار سے "اِھَالَۃٌ" یعنی چربی کا استعمال بھی گھی، مکھن اور پنیر کی طرح مفید ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے گھی، مکھن اور پنیر کے علاوہ مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے "اِھَالَۃٌ" یعنی چربی کا استعمال بھی ثابت ہے، اور محدثین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے "اِھَالَۃٌ" یعنی چربی وروغن استعمال کرنے کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ، وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ. وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ، وَلاَ صَاعُ حَبٍّ، وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ

(بخاری، رقم الحدیث ۲۰۶۹، ترمذی، رقم الحدیث ۱۲۱۵)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جَو کی روٹی اور پرانی چربی لے گئے، اور اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھ دی تھی، اور اس سے اپنے گھر والوں کے لئے جَو لئے تھے، اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صاع گیہوں یا ایک صاع اناج کسی شام نہیں رہا، حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں (بخاری)

www.idaraghufran.org

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

أَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ، فَأَتَاهُ بِطَعَامٍ وَقَدْ جَعَلَهُ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَقَرْعٍ . فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَبَعُ الْقَرْعَ مِنَ الصَّحْفَةِ، قَالَ أَنَسٌ: فَمَا زِلْتُ يُعْجِبُنِي الْقَرْعُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ (مسند احمد، رقم الحديث ١٢٨٦١، إسناده صحيح على شرط الشيخين)

ترجمہ: ایک کپڑے سینے والے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کے لئے دعوت کی، وہ کھانا لے کر حاضر ہوا، تو اس میں پرانی چربی اور کدو تھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالے میں کدو تلاش کرتے ہوئے دیکھا، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے مجھے بھی کدو پسند آنے لگا (مسند احمد)

اور ایک حدیث میں اس کپڑے سینے والے کے یہودی ہونے کا ذکر ہے (مسند احمد، رقم الحديث ١٣٢٠١، إسناده صحيح على شرط مسلم)

اور ایک دوسری روایت میں غزوۂ خندق کے موقع پر چربی کے استعمال کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ، وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ، وَهُمْ يَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

قَالَ: يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُجِيبُهُمْ:

اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

قَالَ: يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيرِ، فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ، وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ، وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ، وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ (بخاری، رقم الحديث ٤١٠٠)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: مہاجرین اور انصار مدینہ کے اطراف میں خندق کھود رہے تھے، اور مٹی اپنے کاندھوں پر ڈھو رہے تھے، اور یہ کہتے جارہے تھے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ عمر بھر کے لئے اسلام پر قائم رہیں گے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرمارہے تھے کہ اے اللہ! خیر تو آخرت ہی کی ہے، آپ انصار اور مہاجرین میں برکت عطا فرمایئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ایک مٹھی جَو لاتے پھر ان کے لئے بدمزہ چربی میں اسے پکایا جاتا، لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا، اور لوگ بھوکے ہوتے، اور یہ حلق کو پکڑتی تھی اور اس میں سے بو آتی تھی (بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

كان النبی صلی الله عليه وسلم يدعى إلى خبز الشعير والإهالة السنخة فيجيب (الشمائل المحمدية للترمذی، رقم الحديث ٣١٦، باب ماجاء فی تواضع رسول الله صلى الله عليه وسلم، مسند ابی يعلیٰ، رقم الحديث ٤٠١٥) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جَو کی روٹی اور پرانی چربی کی دعوت دی جاتی، تو آپ اس کو بھی قبول فرمالیتے (شمائل محمدیہ، ابو یعلیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے چربی وروغن کے استعمال کی احادیث کا مضمون بعض دوسری حدیث کی کتابوں میں بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] إسناده ضعيف وهو حديث صحيح (حاشية مسند ابی يعلیٰ، تحت رقم الحديث ٤٠١٥)

[2] عن أنس أن النبی صلی الله عليه وسلم أتی بخبز شعير، عليه إهالة سنخة، فجعلوا يأكلون، فقال النبی صلی الله عليه وسلم: إن الخير خير الآخرة (السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث ٦٦٠٢، مسند احمد، رقم الحديث ١٣٦٤٦)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ١٣٦٤٦)

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 28/ذی الحجہ 1440ھ، اور 6/13/20 محرم الحرام 1441ھ بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□...... 23/ذی الحجہ 1440ھ، اور یکم/8/15/محرم الحرام 1441ھ بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں، نیز 15/محرم کی اصلاحی مجلس میں شعبہ حفظ کے طالبِ علم عبدالمعید کی تکمیلِ قرآن کے حوالہ سے دعاء اوراس کے بعد اساتذہ وطلبہ کے لئے ضیافت کا اہتمام بھی بچے کے والدین کی طرف سے کیا گیا۔

□...... 22/ذی الحجہ بروز ہفتہ بندہ کے والد صاحب کی ٹانگ کا آپریشن ہوا، ایک معمولی چوٹ سے بندہ کے والد صاحب کے کولہے کی ہڈی متأثر ہوگئی تھی، اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

□...... 3/محرم بروز منگل، مدیر صاحب، جناب شاہ خالد صاحب کی دعوت پر فوجی کالونی میں عشائیہ پر مدعو تھے، مفتی یونس صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا طارق صاحب اور بندہ ہمراہ تھا۔

□...... 18/محرم بروز بدھ شعبہ حفظ کے طالبِ علم محمد وسیم (ولد محمد قسیم) کی تکمیلِ قرآن کے موقعہ پر مدیر صاحب نے طلبۂ حفظ کو نصائح فرمائیں، اور دعاء کے بعد اساتذہ وطلبہ کے لئے ضیافت کا اہتمام بھی بچے کے والدین کی طرف سے کیا گیا۔

□...... 3/محرم الحرام (3/ستمبر) بروز منگل سے 18/محرم الحرام 1440ھ (18/ستمبر) بروز بدھ تک تعمیرِ پاکستان سکول میں فرسٹ ٹرم کے امتحانات ہوئے، 21/محرم الحرام 1440ھ (21/ستمبر) بروز ہفتہ طلبہ کو نتائج فراہم کئے گئے، اور 23/محرم الحرام 1440ھ (23/ستمبر) بروز پیر سے سیکنڈ ٹرم کا آغاز ہوا۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات،حادثات وتغیرات

21/اگست/2019ء/19/ذی الحجہ/1440ھ:پاکستان:وفاقی کابینہ،کاروباری طبقہ اور بیورو کریسی سے متعلق نیب قوانین پر نظرِ ثانی کی ہدایت لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، میٹرو بس کرایہ میں 10روپے اضافہ،کرایہ 20روپے سے بڑھ کر 30روپے ہوگیا 22/اگست:پاکستان:ایف اے ٹی ایف نے پاکستان کی رپورٹ منظور کرلی،گرے لسٹ میں ہی رہے گا،ایف ٹی ایف اے اکتوبر میں پاکستان کو گرے لسٹ سے نکلنے کے لیے نیا ایکشن پلان دے گا 23/اگست:واشنگٹن:مقبوضہ کشمیر میں نسل کشی کا الرٹ جاری، اقوامِ متحدہ قتلِ عوام رکوائے، جنیوا سائیڈ واچ، بھارت کریک ڈاؤن ختم کرے، یو این ماہرین 24/اگست:پاکستان:سٹاک مارکیٹ میں مندی کا رجحان،سونا مہنگا،ڈالر سستا سرینگر:کشمیریوں کا کرفیو توڑ کر مظاہرہ، بھارتی فوج سے جھڑپیں 25/اگست:پاکستان:اوکاڑہ، بھارت کی طرف سے چھوڑے گئے پانی کے باعث دریائے ستلج پر حفاظتی بند ٹوٹ گیا، 71بستیاں زیرِ آب 26/اگست: پاکستان:پاکستان اور چین نے مشترکہ فضائی تربیت شاہین VIII کا آغاز کردیا 27/اگست:پاکستان: نجکاری کمیشن نے 10اداروں کی نجکاری کی منظوری دے دی 28/اگست:پاکستان:قبائلی اضلاع سے نومنتخب 19ارکان اسمبلی نے حلف اٹھالیا، پارلیمانی جماعتوں کی تعداد 8 ہوگئی،خیبر پختونخوا اسمبلی میں پہلی مرتبہ قبائلی اضلاع کو نمائندگی حاصل ہوگئی 29/اگست:پاکستان:وزیرِ اعظم سے گورنر اسٹیٹ بینک کی ملاقات، کاروبار میں آسانی،سرمایہ کاروں کے لیے سہولیات کی فراہمی اولین ترجیح،فرسودہ قوانین ختم کرنے کا فیصلہ مقبوضہ کشمیر: پکڑ دھکڑ تیز، لاک ڈاؤن کے باوجود 500مظاہرے ہوچکے،غیر ملکی میڈیا 30/اگست: پاکستان: 290 کلومیٹر تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائل غزنوی کا رات کے وقت کامیاب تجربہ 31/اگست: پاکستان: کشمیریوں سے یکجہتی میں پوری قوم ہم آواز، شہر شہر ریلیاں اور تقاریب، دن 12بجے''کشمیر آور'' شروع ہوتے ہی سائرن بجائے گئے،ٹریفک سگنلز کی بتیاں سرخ،ٹریفک رک گئی،ٹرینیں اپنے اپنے مقامات پر کھڑی رہیں،ایئر ٹریفک معطل رہی،مظاہروں میں طلباء وطالبات،سرکاری ملازمین،تاجر اور عام شہریوں کی کثیر تعداد میں شرکت یکم/ستمبر:پاکستان:حکومت نے چین کے ساتھ تجارت ڈالر کے بجائے

مقامی کرنسی میں کرنے کا حکم دے دیا، اقدام سے پاکستان میں روپے کی قدر بھی مستحکم ہوگی، ذرائع ✍ 2/ستمبر: پاکستان: دریائے راوی، بھارتی سیلابی ریلے سے پیر محل کے کئی علاقے زیرِ آب، ملحقہ علاقوں میں درمیانے درجے کا سیلاب، فصلوں کو نقصان، پانی کی سطح بلند ✍ 3/ستمبر: پاکستان: ڈویلپمنٹ اتھارٹیز سے متعلق شکایات براہِ راست، وزیرِ اعظم آفس مانیٹر کرے گا، پنجاب، خیبر پختونخوا، اسلام آباد کی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز سے متعلق شکایات کے لیے خصوصی ڈیسک قائم کر دیا گیا ✍ 4/ستمبر: سرینگر: مقبوضہ کشمیر میں لاک ڈاؤن، کرفیو کو ایک ماہ مکمل، لندن میں بھارتی ہائی کمیشن کے باہر بڑا مظاہرہ، ادویات خوراک کی قلت، انسانی بحران شدت اختیار کر گیا، 16 کشمیری شہید، 11 ہزار نظر بند ✍ 5/ستمبر: پاکستان: بجلی ایک روپے 78 پیسے یونٹ مہنگی کرنے کی منظوری، جولائی کی فیول ایڈجسٹمنٹ کی مد میں اضافہ ✍ 6/ستمبر: پاکستان: فضائی سرحدوں کی موثر نگرانی کے لیے مزید 9 جدید ریڈار نصب، سول ایوی ایشن اتھارٹی نے ملک کے اہم مرکزی ایئرپورٹس پر نصب کیے، کئی گنا زیادہ وسیع رینج رکھتے ہیں ✍ 7/ستمبر: پاکستان: یومِ دفاع، وزیرِ اعظم اور آرمی چیف کا دورہ کنٹرول لائن، فوجی جوانوں اور شہداء کے اہلخانہ سے ملاقاتیں ✍ 8/ستمبر: پاکستان: افغان امن عمل، پاکستان، چین، افغانستان کا 5 نکات پر اتفاق، اقتصادیات، رابطہ کاری، مفاہمتی عمل، سیکورٹی اور انسدادِ دہشتگردی میں تعاون کیا جائے گا، اپنی سرزمین دوسرے کے خلاف استعمال نہ ہونے دی جائے گی، مشترکہ اعلامیہ ✍ 9/ستمبر: پاکستان: بلدیاتی انتخابات، دیہی اور شہری حلقہ بندیوں کے لیے گزٹ نوٹیفکیشن جاری، دیہی اور شہری سطح پر محکموں اور اختیارات کی تقسیم کا کام 2 نومبر تک مکمل ہو جائے گا ✍ 10/ستمبر: سعودی عرب: جدہ، سعودی فرمانروا شاہ سلمان کی طرف سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے سال میں دوسری بار عمرہ کرنے کی فیس معاف کر دی گئی ✍ 11/ستمبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 12/ستمبر: پاکستان: حکومت نے عالمی مالیاتی فنڈ کی 2 شرائط پوری کر دیں، بجلی کے نرخوں میں سہ ماہی اضافہ کر دیا گیا، بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت 50 لاکھ افراد میں رقوم تقسیم ✍ 13/ستمبر: پاکستان: سٹاک مارکیٹ میں تیزی، سرمایہ کاری مالیت میں 83 ارب اضافہ، سونا 800 روپے تولہ مہنگا ✍ برطانیہ میگزین ٹائمز ہائیر ایجوکیشن رپورٹ، 500 بہترین یونیورسٹیز میں 14 پاکستانی جامعات بھی شامل ✍ 14/ستمبر: پاکستان: سپریم کورٹ، نجی سکولوں کی فیسوں میں 2017 کے بعد ہونے والا اضافہ کالعدم، صرف ریگولیٹر کی منظور کردہ فیس ہی وصول کی جائے گی، لی گئی اضافی فیس کو آئندہ فیسوں میں ایڈجسٹ

www.idaraghufran.org

کیا جائے گا، تفصیلی فیصلہ جاری ✍ 15/ستمبر: پاکستان: ڈینگی قابو سے باہر، انتظامی کاروائیاں بے سود، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور کے سینکڑوں شہری ڈینگی کا شکار، ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ ✍ 16/ستمبر: پاکستان: پاکستان کا بھارت کے ساتھ ’’بیک چینل‘‘ مذاکرات سے انکار، بڑی طاقتیں اور اسلامی ممالک کشیدگی کم کرانے کے لیے سرگرم، پاکستان نے مقبوضہ کشمیر میں کرفیو کے خاتمے، ریاست کی خودمختار حیثیت بحال کرنے کی شرائط رکھ دیں ✍ 17/ستمبر: پاکستان: شرح سود 13.25 فیصد پر برقرار، مہنگائی توقع سے بھی زیادہ بڑھنے کا خدشہ، بڑی صنعتی پیداوار میں کمی کا سامنا ہے، سٹیٹ بینک ✍ 18/ستمبر: پاکستان: سٹاک مارکیٹ میں مندی، 5ارب سے زائد کا نقصان، 46.33 فیصد حصص کی قیمتوں میں ریکارڈ کمی تیار ✍ 19/ستمبر: پاکستان: مودی پر پاکستان کی فضائی حدود بند، بھارت کو آگاہ کردیا گیا ✍ اثاثہ جات کیس، پی پی رہنما خورشید شاہ اسلام آباد سے گرفتار، اپوزیشن کا احتجاج، واک آؤٹ ✍ 20/ستمبر: پاکستان: گرفتاریوں کے لیے چیئرمین نیب کا اختیار ختم، ملزموں کو دورانِ تفتیش پکڑا نہیں جائے گا، 50 کروڑ یا کم بدعنوانی کا مقدمہ نیب اختیار سے باہر، غلط الزام یا غلط تفتیش پر نیب افسر جوابدہ، میڈیا ٹرائل نہیں ہوگا، نیب آرڈیننس میں ترمیم کا بل، سینیٹ کمیٹی میں متفقہ منظور۔

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Awami Poultry

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

قرآن تھراپی | ہومیو پیتھی | طبِ نبویؐ | حجامہ

قرآن تھراپی سنٹر کے تحت تمام مریضوں کیلئے
خصوصی رعایت

حجامہ
حجامہ کا پہلا پوائنٹ -/500 روپے اور اسکے بعد کے تمام
پوائنٹ -/300 روپے میں

مائیگرین | درد شقیقہ | کمر درد | لقوہ
فالج | شوگر | نیند کا نہ آنا | ڈپریشن
خون کے امراض | معدہ جگر کے امراض | ذہنی نفسیاتی امراض | مہروں کے درد

''اس میں روحانی اور جسمانی دونوں امراض کا علاج ہے''
حفظانِ صحت کے تمام اصولوں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

جدید تشخیصی نظام

خواتین کیلئے لیڈی ڈاکٹر

آپکے خون کا ایک قطرہ آپکے جسم میں چھپی تمام بیماریوں کی نشاندہی کر سکتا ہے

تشریف لانے سے پہلے وقت ضرور لیں / کلینک ٹائمنگ صبح 9 بجے تا شام 6 بجے

قرآن تھراپی سنٹر سید پور روڈ حیدری چوک راولپنڈی بالمقابل عائشہ ہاسپٹل (ناغہ جمعہ، ہفتہ)

لاہور کلینک: گارڈن ٹاؤن ابوبکر بلاک 77/B (بروز ہفتہ)

0300-5208331-0300-5208331

طب نبویؐ کی تمام پراڈکٹس دستیاب ہے۔ خالص شہد بیری، زیتون کا تیل، خالص زیتون، کلونجی، سنا مکی، تلبینہ وغیرہ

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Laziza Murgh Pulao®
لذیذہ مرغ پلاؤ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229

برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

ان بیماریوں کا بہترین علاج

جسم کا درد ۔ ڈپریشن ۔ ہائی بلڈ پریشر ۔ عرق النساء ۔ بواسیر

موٹاپا ۔ گھنٹیا ۔ یرقان ۔ دردِ شقیقہ ۔ بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ ۔ یورک ایسڈ ۔ معدہ ۔ شوگر ۔ جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہو جانا ۔ کولیسٹرول ۔ اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

APS

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791